آریہ مت کی عکسی تصویر یا ایک سچے آریہ کی مناجات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہر شخص کو اپنی طبیعت کے برخلاف بات بہت بُری معلوم ہوتی ہے۔ کوئی شخص اپنے دلی خیالات ومسلمہ اعتقادات کے برخلاف سُننا گوارا نہیں کرتا۔ خواہ کیسا ہی ناحق پر کیوں نہ ہو؟ مذہبی معاملات میں اس بات کا ایک نیا ہی رنگ ہے۔ کسی کے مذہب کے برخلاف کوئی بات کہو کیسی ہی سچی کیوں نہ ہو؟ سننے والے کو فوراً جوش آجاتا ہے۔ اور اشتعال طبع پیدا ہو کر مخالف کو بُرا بھلا کہنے کی تحریک ہوتی ہے۔ لیکن منصف مزاج لوگوں کا یہ وتیرہ نہیں وہ ہمیشہ اسَت کے چھوڑنے اور ست کے اختیار کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں اور جب کبھی کوئی شخص اُنکو انکی غلطی پر آگاہ کرے تو بڑی مشکوری کے ساتھ اُس کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہمارے ہموطن بھائی آریہ لوگ آج کل تعصب میں سب سے اول نمبر پر ہیں۔ اُن کی طبیعت ہرگز گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی اُن کو اُن کی غلطی پر آگاہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو فوراً دشمن جان ہو کر اُس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اعد بجائے اس کہ غلطی سے آگاہ کرنے والے اور راستہ کا کانٹا بتانے والے کے ممنون ہوں۔ اُلٹا اُسکی ہلاکت کے خواہاں اور انتقام لینے کے درپے ہوتے ہیں*

جن لوگوں نے آریوں کی کتاب تکذیب۔ خبط۔ تنقیح کو مطالعہ کیا ہے وہ شہادت

دے سکتے ہیں۔ کہ اُن میں اسلام اور بزرگان دین کی ایسی توہین کیگئی ہے۔ کہ کوئی غیرت مند مسلمان اُن کو پڑھ کر صبر نہیں کرسکتا۔

ہمارا بھی حق ہے کہ سختی کا جواب سختی سے دیں۔ لیکن معاملہ اللہ پر چھوڑ کر صرف چند ایک سچی باتیں گذارش کر دی گئی ہیں۔ آریہ لوگوں میں نیوگ کا مسئلہ قانون فطرت اور فطرتی غیرت کے ایسا برخلاف ہے۔ کہ یقیناً اُسے کوئی بھی پاک سرشت قبول نہیں کرسکتا۔ اور کوئی غیرت مند فطرت گوارا نہیں کرسکتی ہم نے اس کتاب میں نیوگ۔ قدامت مادہ و روح و تناسخ نجات کے متعلق گفتگو کی ہے۔ اور جتا دیا ہے۔ کہ یہ بالکل غلط اور باطل خیالات واعتقادات ہیں۔ جو خدا کی شان کے اور قانون قدرت کے بھی صریحاً برخلاف ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے آریہ بھائی اپنے اُصول مسلّمہ کے موافق کہاں تک اسَت کے چھوڑنے اور سَت کے اختیار کرنے میں سرگرمی دکھاتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ +

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

فیروز ڈسکوی

آریہ مت کی عکسی تصویر

یا

ایک سچّے آریہ کی مُناجات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پرارتھنا

مولا کریم[۱]! تجھ سا کوئی دوسرا نہیں
تو نے[۲] عطا کیا ہے ہمیں خلعتِ وجود
ہے[۳] تجھ سے ہی وجود و بقا اس جہان کا
رشحات[۴] فیض سے تیرے عالم ہے مستفیض
قیوّم[۵] عالمیں ہے تو جانِ جہان ہے
تو زندگی ہے سب کی سہارا ہر ایک کا

یاور نہیں رفیق نہیں۔ آسرا نہیں
وہ کون ہے سدا تیری جس پر عطا نہیں
تیرے سوا کسی کا وجود و بقا نہیں
دریائے فیض تیرا کہاں بہ رہا نہیں
اک چیز کا وجود بھی تیرے سوا نہیں
تیرے سوا قیام کسی چیز کا نہیں

[۱] قال اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئ خدا کی مانند کوئی شے نہیں۔ نعم المولی ونعم النصیر کیا اچھا آقا اور کیسا عمدہ مددگار ہے [۲] الذی اعطی کل شیئ خلقہ ثم ھدی اللہ وہ ذات ہے جس نے ہر شے کو اُسکی ہستی عطا فرمائی۔ پھر اُسے ایک راہ پر لگا دیا اُسکی فطرت کے موافق اُس سے کام لیا [۳] الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین بنانا۔ عدم سے پیدا کرنا اسی ہی کا فعل ہے رب العلمین بڑا مبارک ہے [۴] الحمد للہ رب العلمین سب خوبیاں اللہ کو جسکی فیض ربوبیت سے سارا جہان مستفیض ہے ذرہ ذرہ اُسکے چشمہ فیض سے سیراب ہو رہا ہے کوئی ہستی ذی روح ہو یا مادہ) اُسکے احاطہ ربوبیت سے باہر نہیں [۵] الحی القیوم زندہ ہے اپنی ذات سے قائم۔ ساری دنیا کا سہارا +

ہر ذرہ[1] نور سے تیرے تاباں ہے اے کریم! — سورج نہ ہو تو ذرہ کا بھی پھر پتا نہیں

تو ایک[2] اپنی ذات میں ہے اور صفات میں — ذات[3] و صفات میں تیری دوئی کی جا نہیں

کرتی[4] ہے کام طاقتِ عظمیٰ تیری مدام — کس جا ظہور قدرتِ خلاق کا نہیں

ہر[5] برگ گل زباں ہے تیرے وصف میں سدا — غنچہ ہے کونسا جو زباں کھولتا نہیں

گاتے ہیں حمد کا تیری سب گیت باغ میں — وہ کون جانور ہے جو نغمہ سرا نہیں

سب[6] قوتیں جو ہیں نظر آتی ہیں مستعار — سب عارضی ہیں اصل تو تیرے سوا نہیں

تھامے[7] ہوئے ہیں تو نے زمیں اور آسماں — تیرے سوا کوئی بھی انہیں تھامتا نہیں

دن[8] کام کے لئے ہیں شب آرام کے لئے — تو[9] ہے حکیم کام میں تیرے خطا نہیں

شمس[10] و قمر ہیں تو نے مسخر کئے ہوئے — کوئی بھی حکم سے تیرے باہر ذرا نہیں

پیدا[11] کیا ہوا کا سمندر زمیں کے گرد — مر جائیں دم میں ہووے جو اک دم ہوا نہیں

لہ قال اللہ تعالیٰ اللہ نور السموٰت والارض اللہ آسمان و زمین کا نور ہے یعنی تمام آسمان و زمین کی چیزیں اللہ ہی کے نور سے چمک رہی ہیں ہر شی کا وجود و نمود و بقا اللہ ہی کی طفیل ہے ٢ہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد اللہ ذات و صفات میں ایک ہے سب اُسی کی طرف دستِ نیاز پھیلائے ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے سہ وقال اللہ تعالیٰ لا تتخذوا الٰہین اثنین انما اللہ الٰہ واحد اور اللہ کا حکم ہے کہ دو معبود مت ٹھیراؤ۔ وہ اللہ تو ایک ہی معبود ہے ٤ہ فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شی والیہ ترجعون۔ پس پاک ذات ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہت ہے اور تم سب کی رجوع اُسی کی طرف ہے وھو الخلاق العلیم اور وہی بڑا خالق اور جاننے والا ہے ٥ہ وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور کوئی شے نہیں مگر کہ اپنے رب کی خوبیاں بیان کر رہی ہے مگر تم انکا تسبیح پڑھنا سمجھتے نہیں ٦ہ ایاک نعبد وایاک نستعین تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں القیوم ہر شے اللہ ہی کے سہارے سے قائم ہے الیہ المصیر سب کی رجوع اُسی کی طرف ہے +

٧ہ ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا۔ ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہٖ انہ کان حلیما غفورا بیشک اللہ آسمان و زمین کو تھام رہا ہے اس سے کہ وہ زائل ہو جائیں اور جو زائل ہو جائیں تو اُس کے سوائے اُنہیں کوئی تھامنے والا نہیں یقیناً خدا حلیم و الانجشنہار ہے ٨ہ وجعل اللیل سکنا اور خدا نے رات کو چین کا موجب بنا دیا ومن آیاتہٖ منامکم باللیل والنہار وابتغاؤکم من فضلہٖ اور اُسی کے نشان قدرت سے ہے تمہارا رات کو سونا اور اُن کو اُس کے فضل کی تلاش کرنا ٩ہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا اے خدایا تو نے یہ سب کچھ فضول نہیں بنایا ١٠ہ سخر الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ اسنے آسمان و زمین کو مسخر کیا اور ستارے اُسکے حکم میں مسخر ہیں ١١ہ ھو الذی ارسل الریاح وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے +

[1] ہے ذرہ ذرہ حکم میں تیرے لگا ہوا — وہ کون ہے جو کام میں تیری لگا نہیں
پیدا [2] کئے ہیں تو نے یہ گلہائے رنگ رنگ — آتا بیاں میں حُسن تیرے باغ کا نہیں
مٹی [3] سے جلوہ گر ہوئیں پاکیزہ صورتیں — صنعت میں مالکا کوئی ثانی تیرا نہیں
دریائے [4] بے کراں ہے تری حمد اے کریم — نہ ابتدا ہے اُس کی کہیں انتہا نہیں
تیری [5] ثنا کو کون بھلا کر سکے بیاں — ہرگز کسی کو طاقتِ حمد و ثنا نہیں
ہر عیب [6] سے سلام ہے قدوس تیری ذات — نقصان کا دخل عیب کا ہونا روا نہیں
ہے [7] معرضِ زوال میں ہر شے جہان کی — ہرگز بقا کسی کو بھی تیرے سوا نہیں
رحمت [8] کا ہے ظہور تیرے ہر مکان میں — رحمت نہ ہو تیری تو کسی کا پتا نہیں
ہر روز [9] دیکھتا ہے ہماری خطا ہزار — کرتا خیال اُن کا تو مولےٰ ذرا نہیں

[1] بیدہ ملکوت کل شیٔ اُسی کے ہاتھ میں ہر شے کا راج ہے۔ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا
پتے تک اُسکے علم کے بدون نہیں گرتا [2] الذی احسن کل شیٔ خلقہ وہ اللہ کہ جس نے جو چیز بنائی خوب صورت
بنائی۔ خلق فسوی بنائی پھر ٹھیک کی [3] وبدء خلق الانسان من طین انسان کو مٹی سے بنایا
[4] الحمد للہ رب العلمین سب خوبیاں خدائے رب العلمین ہی کے لئے ہیں [5] رسول خدا صلعم فرماتے ہیں لا احصی
ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک [6] هو الذی لا الٰہ الا هو عالم الغیب والشہادہ
هو الرحمٰن الرحیم هو الذی لا الٰہ الا هو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز
الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون هو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ
یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض وهو العزیز الحکیم وہی اللہ ہے جسکے سوائے کوئی معبود نہیں چھپی اور
کھلی باتوں کا جاننے والا وہی رحمت عامہ اور خاصہ کا مالک ہے۔ وہی ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں بادشاہ۔ قدوس
ہر عیب سے سلامت۔ امن دینے والا۔ غالب زبردست بڑائی والا مشرکوں کے شرک لانے سے اُسکی ذات پاک ہے۔ وہی اللہ پیدا
کرنیوالا۔ درست کرنیوالا۔ تصویر بنانیوالا اُسی کے اچھے نام ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُسکو پاک یاد کررہا ہے اور
وہی ہے غالب حکمت والا [7] کل شیٔ هالک الا وجهہ ہر شے ہلاک [illegible] نے والی ہے سوائے اسکی ذات کے۔
[8] ورحمتی وسعت کل شیٔ اور میری رحمت نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے۔
[9] الرحمٰن وہ بُرے اور بھلے پر اپنا سورج چمکاتا ہے۔ اور سب کو روزی پہونچاتا
ہے ✣

کرتا نہیں ہے رزق کبھی بند اے کریم![۱]
جلدی نہیں ہے کرتا کبھی انتقام میں[۲]
تو دیکھ کر ہمارے بڑے سے بڑے گناہ[۳]
دن رات تجھ سے ہمکو ملیں نعمتیں ہزار[۴]
یارب تیری جناب میں ہرگز نہیں کمی
بخشی ہیں تو نے دنیا میں بھی لاکھ نعمتیں
وہ کچھ عطا کرے گا تو فردوس میں ہمیں[۵]
جنات عدن ہم کو کرے گا وہاں عطا
ہے جنت نعیم میں ہر نعمت مقیم[۶]

گھٹتا ہمارا ایک بھی دم بن خطا نہیں؟
تجھ سا کوئی غفور و حلیم اے خدا نہیں
ہے پردہ پوش اور کبھی کھولتا نہیں
نعمت کو تیری گن سکیں یہ حوصلہ نہیں
ہرگز بخیل بندوں پہ تو اے خدا نہیں[۵]
نعماء آخرت کی بھی کچھ انتہا نہیں[۶]
دیکھا کسی نے آنکھوں سے کانوں سنا نہیں[۷]
خوف زوال مٹنے کا ڈر۔ مطلقا نہیں
واں سے نکالے جانیکا کھٹکا لگا نہیں[۸]

۱ وھو خیر الرازقین اور وہ سب سے بہتر روزی رساں ہے ۲ واللہ غفور حلیم اور خدا بخشنے والا بُردبار ہے ولو یواخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیہا من دابۃ ولکن یوخرھم الی اجل مسمّی اگر اللہ انسانوں کو اُن کے گناہوں اور ظلم پہ پکڑنے لگے تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا زندہ نہ چھوڑے لیکن اُنکو وقت مقرر (قیامت) تک تاخیر دے رہا ہے ۳ الستار پردہ پوش عیبوں کا چھپانیوالا ۴ واسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ اور تم پر اپنی ظاہری باطنی نعمتیں پوری کیں) وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اور اگر تم اسکی نعمتیں گننے لگو تو کبھی نہ شمار کر سکو گے ۵ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اور خدا بے حساب روزی عطا فرماتا ہے جس کو چاہے +

۶ اجر غیر ممنون (بے انتہا اجر) عطاءً غیر مجذوذ بخشش جو منقطع نہوگی +

۷ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون سو کوئی جی نہیں جانتا کہ اُن کے لئے پردۂ نہاں میں مخفی ہے آنکھوں کی ٹھنڈک سے اُن کے اعمال کی پاداش میں +

۸ وعد اللہ المومنین والمومنات جنات تجری من تحتہا الانہر خالدین فیہا ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ورضوان من اللہ اکبر ذلک ھو الفوز العظیم خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے وعدہ کیا ہے اُن بہشتوں کا جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں کہ اُسمیں ابدالآباد رہیں گے اور ابدی باغوں میں نفیس مکانوں کا اور خدا کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے ۹ وجنات لھم فیہا نعیم مقیم اور اُن کے لئے جنتیں ہیں جن میں سدا رہنے والی نعمتیں ہیں لا یمسھم فیہا نصب وما ھم منہا بمخرجین نہ اُنکو جنت میں کسی قسم کا دکھ ہے نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (بخلاف آریہ مکتی کے جہاں سے آریہ لوگ بار بار نکالے جاتے ہیں +

چلتی ہیں نہریں باغوں کے نیچے وہاں مدام — شاداب ہو سدا وہ کبھی سوکھتا نہیں
دنیا و عاقبت میں تیری رحمت کا ہے ظہور — رحمت کا تیرے کس کو بھلا آسرا نہیں
ہے میرا بال بال تیرے شکر میں زباں — شکر یہ تیرا ہوتا کسی سے ادا نہیں
ماں باپ سے بھی بڑھ کے کہیں تو رحیم ہے — مولا! عنایتوں کی تیرے انتہا نہیں
دریائے مغفرت تیرا آئے جو جوش میں — عاصی کو خوف روزِ جزا کا ذرا نہیں
در پہ تیرے جو کرتا ہے آگر گناہگار — کرتا تو رد اُسکو کبھی اے خدا نہیں
کیسا ہی روسیاہ تیرے در پہ جو آگیا — کرتا تو نا امید اُسے مطلقا نہیں
اک آن میں تو کرتا ہے سارے گناہ معاف — گویا کیا تھا کوئی گناہ اور خطا نہیں
دربار میں تیرے اُسے آنے کی شرط ہے — اور بخشنے میں دیر تجھے مطلقا نہیں
عاصی کو بحر و بر میں زمین آسمان میں — ہرگز ملے گا تجھ سا پیارا خدا نہیں

[1] کتب ربکم علی نفسه الرحمة تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کیا ہے [2] رب العلمین - الرحمن الرحیم دنیا کا رب بڑا مہربان نہایت رحم والا [3] قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعًا انه هو الغفور الرحیم تو کہدے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر اسراف کیا ہے اللہ کی رحمت سے نومید نہو۔ اللہ سارے گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہی تو ہے۔ [4] ومن یعمل سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفورًا رحیما اور جو کوئی گناہ کر بیٹھے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پاویگا۔ [5] واذا جاءک الذین یؤمنون بایاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوءًا بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحیم اور جب تیرے پاس وے لوگ آئیں جو ہمارے کلام کا یقین کرتے ہیں تو ان کو کہدے تم پر سلام۔ تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر لی ہے۔ بات یہ ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھے پھر اُسکے بعد اُس سے توبہ کرے اور اپنی حالت سنوار لے تو خدا غفور رحیم ہے تو بہ گیا ہی غلطی پر متنبہ ہو کر اُس سے صواب کی جانب رجوع کرنا اور پھر اصلاح کے لئے درست اسباب کو اختیار کرنا قرآن کریم نے اس خصوص میں فطرت انسانی کے اعمال و آثار کی اصلی اور سچی تصویر کھینچ دی ہے انسان سے قصور ہو جانا اور لغزشوں کا واقعہ ہونا اسلئے ہے کہ یہ اپنی عجز عبودیت اور عظمت الوہیت کو بھول نہ جائے خطا کے بعد سچا خشوع خضوع و دلی ندامت اُس میں پیدا ہوتی ہے تو اس سے حق تعالی کی عظمت کا انکشاف جدید اسکو حاصل ہوتا ہے پس یہی منشاء ربانی ہے اور اس بنا پر انابت اور رجوع کو قبول کرنا فضل رحمانی ہے۔ گناہ کے لیے یہی سچا کفارہ ہے جو خدا تعالی کے

ہم سا گناہگار نہیں گو جہان میں
وہ کون ہے جہاں میں نہیں جو گناہگار
سُکھ اور چین سارا ہے تجھ سے جہان کو
تیری مصیبتیں بھی ہیں بس عین راحتیں
معشوق کا ہے دکھ بھی سُکھ عاشق کیواسطے
جو دُکھ بھی دے تو اس میں سراسر ہے مصلحت
گر رنج دے تو صبر بھی دے اے میرے کریم!
ہم مانگتے ہیں تجھ سے شب و روز یہہ دُعا

تجھ سا غفور بھی تو کوئی دوسرا نہیں
تیری نہ عفو ہو۔ تو کوئی چھوٹتا نہیں
تیرا نہ فضل ہو تو کسی کا پتا نہیں
بندے کو کچھ بھی اس میں شکایت کی جا نہیں
عاشق وہ کیا کہ رنج میں جس کو مزا نہیں
اصلاح حال کے لئے ہے کچھ بُرا نہیں
کافر ہے شکر جس نے کہ تیرا کیا نہیں
اس کے سوا ہماری کوئی التجا نہیں

بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۷) قانون قدرت میں ہمیشہ نظر آتا ہے۔ کہ اسباب کے غلط اور بیجا استعمال سے جو ٹھوکر لگی۔ نقصان واقعہ ہوا۔ پھر آگاہ ہو کر سچا رجوع کر کے صحیح اسباب کو جو استعمال کیا۔ جبر کسر ہو گیا تلافی مافات ہو گئی +

(۲) انسان کی فطرت ہی خداتعالیٰ نے ایک مصلحت اور حکمت کی وجہ سے ایسی پیدا کی ہے کہ اُس سے مزلت اور لغزش۔ سہو اور خطا وقوع میں آتے ہی رہتے ہیں۔ اگر اس مزلت اور قصور کی خداتعالیٰ کی طرف سے معافی نہ ہو سکے تو کسی انسان کا کبھی نجات پانا ممکن ہی نہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ کمزوری فطرت انسانی میں رب العالمین نے اس لئے رکھی ہے کہ تا انسان سے جب مزلت اور خطا سرزد ہو۔ تو سمجھے کہ میں قصوروار ناقص ہوں۔ اور کامل اور بے خطا صرف اللہ کی ذات ہے۔ ہم نے خداتعالیٰ کو کامل۔ پاک اور مقدس کاہے سے جانا؟ اپنی ناکاملیت۔ نقایص اور ناپاک حالت سے خدا کو عیب اور خطا اور قصور سے بری کیسے جانا اپنے عیبوں۔ خطاؤں اور تقصیرات سے لغزش اور خطا کے بعد۔ جب انسان اپنی خطا کا اقرار اور یقین کرتا ہے تو رب العالمین کی عظمت تقدس اور کاملیت کا خاص خیال دل کے اندر جاگزین ہوتا ہے اور جب سچی توبہ اور خدا کی طرف انابت اور رجوع کرتا ہے۔ تو اپنی خاکساری۔ انکسار اور تذلل کا اُسکو ایک خاص اذعان ہوتا ہے۔ گویا اُدھر بڑے درجہ کی عظمت اور اِدھر غایت درجہ کی ذلت کا خیال ہوتا ہے۔ عظمت الٰہی بندہ کو اُس ذلت کی حالت میں دیکھ نہیں سکتی۔ سچی توبہ اور سچا کفارہ ادا کرنے کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ بندہ کا ہاتھ اُٹھا لیتا ہے اور ماسبق سے درگذر کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یہی سچا کفارہ اور سچی نجات ہے +

لہ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون اور صبر کرنیوالوں کو مژدہ دی جبکہ

اپنے رسول کی ہمیں راہ پر چلائیو
فیروزی ہم کو دو نو جہاں میں نصیب ہو
وہ کام ہم سے ہوں کہ کرے تو انہیں پسند
محتاج ہم کو غیر کے در پر نہ کیجیو
سب مشکلیں تو فضل سے آساں کرائے خدا
دنیا کے فکر و غم سبھی دل سے میرے مٹا

گم ہو گیا جو راہ نبی پر چلا نہیں
فیروز کی دعا کوئی اُس کے سوا نہیں
ایسا نہ کام ہو تیری جس میں رضا نہیں
تیرے سوا تو کوئی بھی حاجت روا نہیں
مولا بتیرے سوا کوئی مشکل کشا نہیں
دل میں رہے میری کوئی تیرے سوا نہیں

تیری محبت اُسکو سراسر نصیب ہو
فیروز کچھ جہان سے اور مانگتا نہیں

آمین

بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۸) اُنکو کوئی مصیبت پہونچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف جانا ہے۔ اُن لوگوں پر خدا کی طرف سے شاباش اور رحمت ہے اور یہی لوگ راہ یاب ہیں۔ ۲ والذین آمنوا اشد حباً للّٰہ اور ایمان والے خدا کے ساتھ بڑے درجہ کا پیار کرتے ہیں ۳ وثبت اقدامنا اور ہمکو مصائب میں ثابت قدم رکھ

۱ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے سو وہ اُس سے منظور نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پائے گا ۲ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے اللہ دنیا میں بھی ہمکو نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا +
۳ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے وافوض امری الی اللّٰہ اور میں اپنا کام اللہ ہی کے حوالہ کرتا ہوں +
۴ کاشف الضر تکلیفوں کو رفع کرنے والا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک سچے آریہ کی مناجات

یارب! تو راہِ راست سے ہم کو ہٹا نہیں | جس راہ پہ آریہ ہیں چلے وہ دکھا نہیں
کہتے ہیں روح و جسم کو مثلِ خدا قدیم | اور یہ کہ حق نے خاک بھی پیدا کیا نہیں
موجود ہے جہان میں جو کچھ قدیم ہے | پیدا تو ایک ذرّہ کو وہ کر سکا نہیں
ہرگز نہیں ہے ربّ وہ ارواح و جسم کا | اک ذرّہ کا بھی اُس سے وجود و بقا نہیں
ارواح و جسم کا ہے وجود آپ مستقل | اُن کا نہیں ہے ہرج جو ہووے خدا نہیں
ہر چیز کا وجود۔ وجودِ قدیم ہے | حق نے گرہ سے کچھ بھی کسی کو دیا نہیں
ایجادِ کائنات خدا کا نہیں ہے کام | ایجاد ایک ذرّہ بھی اُس سے ہوا نہیں
جانیں ہماری حق نے بنائی ہوئی نہیں | خالق ہمارے جسم کا ہرگز خدا نہیں
ہے ذرّہ ذرّہ جسم کا مثلِ خدا قدیم | واجب ہیں ہم بھی مثلِ خدا شک ذرا نہیں
خالق نہیں ہے جسم کا اور روح کا جو وہ | کر سکتا روح و جسم کو ہرگز فنا نہیں
باہر ہیں اُسکے قبضۂ قدرت سے جسم و روح | سکتا چلا وہ ان پہ فنا کی ہوا نہیں
مالک بھی اِن کا بن گیا ہے اتفاق سے | مالک وگرنہ ہوتا کسی چیز کا نہیں
ان چیزوں نے ہے اُسکی خدائی کو رکھ لیا | تھا ورنہ ایک چیز کا بھی وہ خدا نہیں

۱ یعنی مادہ خاک کو ۲ یعنی وجود کا مادہ قدیم اور واجب اور خود بخود ہے۔ خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے نکلا ہوا اور مخلوق نہیں ہے۔

۳ بقول آریہ ہر چیز کا مادہ خانہ زاد ہے خدا کا فیضان نہیں ۴ کہ جب ہمارا ذرّہ ذرّہ غیر مخلوق اور قدیم ہوا ہے تو ہم بھی خدا کی طرح واجب یعنی اپنے ذاتی وجود سے موجود۔ ابدی۔ ازلی اور غیر فانی ہوئے ۵ اگر مادہ اور ارواح غیر مخلوق اُسکے اتفاقاتِ حسنہ سے ہاتھ لگ جاتے تو کسی چیز کا مالک نہ ہوتا۔ کیونکہ خود تو وہ کسی چیز کو پیدا اور ایجاد نہیں کر سکتا۔ ان اشیاء موجودہ محدودہ نے اُس کی خدائی کی عزت کو رکھ لیا ہے ورنہ وہ کسی چیز کا مالک نہ تھا۔ تاکہ ایسا ہو یا ہے جس کی خدائی کی بنا اتفاقیہ چیزوں کے سہارے سے نہ قائم ہو بلکہ خود بخود جو چاہے پیدا اور ایجاد کر سکے اور انہیں اشیاء کا وہ حقیقی مالک ہو سکتا ہے جو اُس کے اپنے دستِ قدرت کی ایجاد ہوں ؛

توبہ ہے اس عقیدۂ بد سے ہزار بار
ہے یہ عقیدہ ایسا کہ اس سے برا نہیں

ہو کر خدا وہ ذرّہ کو پیدا نہ کر سکے
اے آریو سمجھ میں یہ آتا ذرا نہیں

کہتے ہو[1] کس لئے کہ خدا ہے محیط کل
اک ذرّہ پر تو اُس کا احاطہ ہوا نہیں

تخلیق ذرہ پر نہیں اُس کا محیط علم
اک ذرّہ کو بنانا بھی وہ جانتا نہیں

خارج ہے اُسکے علم۔ احاطت[2] سے ذرہ تک
کہنا محیطِ کل اُسے ہرگز روا نہیں

ناقص[3] ہے اُس کا علم خدائی کی باب میں
ہرگز عمل کے درجہ کو پہونچا ہوا نہیں

ہوتا عمل کے درجہ کو پہونچا ہوا اگر
تخلیقِ روح و جسم کو کیا جانتا نہیں[4]

خلاقِ روح و جسم تمہارا نہیں خدا
کیسا خدا ہے جس نے کہ پیدا کیا نہیں

ہرگز نہیں ہے موجدِ ذرات جسم و روح
ایجاد[6] کائنات سے واقف ذرا نہیں

ترکیب[5] روح و جسم سے واقف وہ ہوگا کیا
جس نے کہ آپ ان کو بنایا ہوا نہیں

[1] اگر خداوند تعالی نے ایک ذرہ تک کو بھی پیدا نہیں کیا تو اُس کا علم غیر محدود اور علی کلشی محیط نہوا۔ منقطع اور محدود ہو گیا وہ ایک ذرہ تک بنانا نہیں جانتا پس اُسے آریہ کا محیط کل کہنا بالکل ٹھیک نہ ہوا [2] یہ ایک بدیہی صداقت ہی کہ جس شخص کو کسی چیز کا پورا اور اعلی درجہ کا علم ہوتا ہے وہ ضرور اُس شے کو بنا بھی سکتا ہے اور اگر وہ بنا نہیں سکتا تو اُس کا علم اُس شے کے بارہ میں ضرور کمزور اور کچھ نقص رکھتا ہے۔ غرض کہ کسی شے کا علم کامل اُس شے کے عمل اور خلق کو مستلزم ہے پس اگر خداوند تعالی کسی ایک ذرہ کو یا روح کو اپنے غیر محدود اور کامل علم سے بنانا نہیں جانتا تو اُسکا علم اُن اشیاء کی بارے میں ناقص ہوا جو خدائی کے شان کے صریحا برخلاف ہی۔ ہر شے کا کامل اور غیر محدود علم اگر اُس شے کے عمل اور تخلیق کو لازم پکڑ گیا الاہے تو خدا تعالی کی خالقیت اور قوت ایجادیہ آپ ثابت ہو گئی۔ اور آریہ کا اعتقاد صریحا غلط اور باطل [3] قرآن شریف میں اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ خالق کل شیء وھو علی کل شیء وکیل اللہ تو ہر شے جس میں ذرات اجسام و ارواح وغیرہ سب آ گئی کا بنانیوالا ہے اور ہر چیز کا وجود اور بقا اور نمود اُسی سے ہے۔ اللہ نور السموت والارض اللہ آسمان و زمین کا نور ہے دنیا اُسی کے جلوہ قدرت کا پرتو ہے بدیع السموت والارض وہ تو آسمان و زمین کا موجد ہے [4] جب روح و جسم کو خدا تعالی نے بنایا ہی نہیں تو اُنکے جوڑنے جاڑنے کا حال اُسے کیا معلوم ہوگا اگر اُسکا علم روح و مادہ کے بارہ میں اعلی و انہے و اکمل ہوتا تو وہ ضرور اُنکا بنانا بھی جانتا جب اُنکو بنانا ہی نہیں جانتا تو کچھ ضرور نہیں ہے کہ وہ جوڑنا جاڑنا بھی جانتا ہو اُسکا علم ذرہ و ذرہ کے بارہ میں غیر محدود اور محیط نہیں تو خواہ مخواہ کسطرح تسلیم کر لیں کہ اُنکے جوڑنے جاڑنے کا اُسکو علم ہے اگر بقول آریہ خدا قوت ایجادیہ سے محروم ہے اور صرف جوڑنے جاڑنے تک اُسکا علم محدود ہے تو وہ موجد و خالق تو نہ ہوا البتہ صانع ہوا اور صنعتگر دنیا میں اور بھی بہتیرے ہیں جنہوں نے کیا کیا کر نہیں دکھایا۔ غایت الامر خدا ایک اعلی صانع ہی ہے

وہ جوڑنا ہی جانتا ہے آریو! اگر
خالق اگر نہیں تو ہے کس بات کا خدا
جو کچھ[۱] بنا ہوا ہے۔ اگر سب قدیم ہے

صانع کہو فقط اُسے خالق خدا نہیں
اے آریو سمجھ میں یہ آتا ذرا نہیں
کہتے ہو کیوں نہ صاف کہ کوئی خدا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱) دوسرے لوگ کسی قدر کم صانع سہی کیا عجب ہے کہ دنیا کے لوگ بھی ترقی کرتے کرتے بڑے صانع کی ہمسری کا دم مارنے لگیں۔ خدا تعالیٰ کی خدائی اور صنعت اور قدرت اور حکمت نہ اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ صرف اشیاء عالم کا صانع ہے بلکہ ان اشیاء کے علاوہ کا بھی خالق اور موجد ہے جس میں کوئی شخص اُسکے ساتھ ہمسری کا دم نہیں مار سکتا ۔

۱؎ روح اور مادہ کے قدیم ماننے سے بڑا محذور یہ لازم آتا ہے کہ اگر روح اور مادہ کو قدیم مانا جائے تو پھر خدا کے اثبات پر کوئی دلیل نہیں رہتی خدا کے ثبوت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ سب سے کامل تر ہے یعنی کمال کی اُس حد تک پہونچا ہوا جس سے بڑھ کر تجویز کرنا ممکن ہی نہیں وہ ذات میں غیر محدود ہے اور جو شے کمال کے غایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہوگی۔ ضرور ہے کہ وہ خود بخود ہو کیونکہ اگر ایک شی کی نسبت یہ تو مان لیں کہ وہ کمال کے غایت درجہ تک پہونچی ہوئی ہے مگر یہ نہ مانیں کہ وہ خود بخود ہے بلکہ دوسرے کی مخلوق ہے تو پھر یہ دوسرا جو اسکا خالق ہے وہ اُس سے کمال میں بڑھ گیا۔ پس یہ خلاف مفروض ہے کیونکہ ہم نے یہ مانا تھا کہ وہ شے کمال کے غیر محدود درجہ کو پہونچی ہوئی ہے یعنی کمال کے اُس درجہ تک جس سے بڑھ کر تجویز کرنا ممکن ہی نہیں ہے ایسا ہی جو شے خود بخود ہو ضرور ہے کہ وہ کمال کے غایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہو اور کوئی نقص اُسکو لاحق نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہم ایک شی کو خود بخود مان لیں اور پھر اُس کے لئے کوئی نقص تجویز یا تسلیم کریں تو یہ صریحاً عقل کے برخلاف ہے۔ کیونکہ کوئی شے جس کا وجود خود بخود اور مستقل ہو بعض ان بوجوہ اپنے حق میں کبھی نقص قبول نہیں کر سکتی اور سوال ہوگا کہ کیوں اُس شے نے جسکا وجود خانہ زاد ہی اپنے وجود کے ساتھ کوئی نقص لاحق کر لیا۔ آیا آپ ہی آپ سے یا کسی قاسر کی قسر سے پہلا امر تو صریحاً باطل ہے کوئی شے جس کا وجود ذاتی ہے اپنے حق میں نقص قبول نہیں کر سکتی۔ اب دوسری بات رہ گئی کہ کسی اور ذات نے جو اُس سے بڑھکر تھی اپنے ارادہ سے اُس میں نقص لاحق کر دیا اور خاص خاص محدود صفات و عوارض کے ساتھ محدود و مقید کر دیا وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے ارواح وغیرہ کو اپنی مرضی و ارادہ سے بنایا انکی ذات محدود بنائی۔ خاص خاص صفات و خواص لاحق کئے اور انکو اپنی مرضی کا تابع۔ جمال کا شیفتہ اور اپنی طرف میلان کرنے والا بنا دیا۔

جو علوم متعارفہ اوپر بیان کئے گئے ہیں اُنسے ظاہر ہے کہ اگر ارواح و اجسام کو غیر مخلوق اور قدیم اور خود بخود اپنی ذات و صفات میں محدود اور ناقص مانیں تو پھر خدا تعالیٰ کی کامل ہستی پر کوئی دلیل نہیں رہتی کیونکہ جب ایسے وجود جو محدود اور ناقص ہیں خود بخود ہو گئے تو کیا ضرور ہے کہ خدا وند تعالیٰ جو خود بخود ہے ضرور کامل ہو۔ اگر اسکو بھی ناقص مان لیں تو کونسی منطق اُسکو روک سکتی ہے۔ روح اور اجسام کا تعلق۔ دنیا کا سلسلہ ہی خود بخود چلتا ہوا مان لیں اور خدا کو بے ضرورت تسلیم نہ کریں تو کونسی دلیل اس بات سے مانع ہو سکتی ہے۔ ارواح و اجسام چونکہ ذات و صفات میں محدود ہیں اس لئے اُنکے لئے ایک محدِّد کی ضرورت ہوئی جو آپ غیر محدود اور کامل اور اُن کا خالق ہے ۔

ایجاد[۱] کے لئے نہ ضروری ہے گر خدا ۔۔۔ ترکیب کے لئے بھی ضروری ذرا نہیں۔
نقصانِ علم و قدرتِ حق رکھتے ہو روا ۔۔۔ لائق خدائی کے کبھی ناقص ہوا نہیں
ہر چیز[۲] کا نہیں ہے جو وہ علت العلل ۔۔۔ کچھ علمِ روح و جسم اُسے مطلقا نہیں

[۱] خدا کا ہونا اسی لئے ضروری ہے کہ وہ موجد کائنات ہے تمام ذرات عالم معہ اپنی تمام قوتوں اور خاصیتوں کششوں وغیرہ کے اُسی کے دست قدرت کا نقش اور قوت ایجادیہ کا اثر ہیں اگر ایجاد کیلئے خدا کی ضرورت نہیں (یعنی خدا موجد کائنات نہیں) تو صرف جوڑنے جاڑنے کے لئے خدا کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ایجاد اشیا بڑا کام ہے یا ترکیب و تخلیق اشیا۔ ایجاد اشیاء ہی تو بڑا کام ہے جس پر خدا کی خدائی کا انحصار ہے اگر ذرات عالم و ارواح خود بخود موجود ہیں تو پھر اسباب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ اُن کو ترکیب دینے اور صانع کی ایک ضرورت ہے وہی عقل جو ارواح و مادہ اجسام کو خود بخود مانتی ہے بڑی آسانی سے مان سکتی ہے کہ یہ سلسلہ کائنات بھی اپنی فطرت کے موافق خود بخود چل رہا ہے اسکا کوئی خدا ہی نہیں ارواح و اجسام کا تعلق اشیاء موجودات کی پیدائش خود بخود نیچر کے موافق ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ [۲] اگر خدا مبدء کل اور علت العلل نہیں یعنی کائنات کی ہر ایک چیز اسکے دست قدرت سے نکلی ہوئی نہیں تو وہ معاذ اللہ مادہ اور روح کے علم سے جاہل ثابت ہوا۔ یعنی یہ کہ اُسے معلوم نہیں کہ یہ مادہ و روح میرے پاس کہاں سے آگئے مادہ و روح کو خدا کے ازلی معلومات کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ ازلی معلومات خدا تعالی کے وہی ہو سکتے ہیں جو اُسکے دستِ قدرت سے نکلی ہوئی اور قوت ایجادیہ کا اثر ہوں جو شے مثل اُسکے واجب قدیم اور خود بخود ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اللہ تعالی کا علم اُس پر محیط ہو یعنی کُنہ اشیا تک پہونچا ہوا کیونکہ اگر کنہ شے تک پہونچا ہوا ہوتا تو عمل اور ایجاد شے پر بھی قادر رہتا اُس کے علم میں نقص ہے جبھی تو وہ اُس شے کے بنانے پر قادر نہیں۔

جب ایک شخص سے پوچھتے ہیں کہ اسکی علت مادی کیا ہے یعنی کس چیز سے بنا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے کہ لکڑی سے پھر جب سوال ہوتا ہے کہ لکڑی کی علت مادی کیا ہے یعنی لکڑی کا ہے سے بنی تو وہ جواب دیتا ہے کہ آب و خاک وغیرہ سے پھر جب یہ سوال ہو کہ اس درخت کا مادہ کہاں سے آیا یعنی اُسکا خالق کون ہے تو آگے وہ رہ جاتا ہے اور کچھ جواب نہیں دے سکتا اُسکا علم محدود اور منقطع ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا سے یہی سوال کرے اور کہے کہ وہ مادہ عالم کہاں سے آیا اُسکا خالق کون ہے؟ تو خدا کیا جواب دیگا اُسکا علم بھی انسان کی طرح منقطع اور محدود ہوگیا اور معاذ اللہ علم ایجاد سے جاہل ثابت ہوا ایجاد کا اُسے علم تھا جبھی تو اُسنے پیدا کر لیا اگر اُسکے علم میں اُنکی ایجاد و تخلیق معلوم نہ ہوتی تو وہ پیدا ہی کیونکر کر سکتا۔ اُس کا علم ہر شے کی کنہ تک پہونچا ہوا ہے اور عمل شے کو لازم پکڑے ہے جس سے اُسکا خالق ارواح و اجسام ہونا ثابت ہے۔ جبکہ وہ اشیا جو مسبوق بعدم زمانی ہیں اُسکے علم میں موجود ہیں تو مسبوق بعدم ذاتی اشیا اسکے علم میں کیوں نہیں ہو سکتیں فتفکروا یا اولی الالباب خدا تعالی ایسا ہونا چاہئے جو مبدء کل اور علت العلل ہو ماسوا اللہ جو شے کائنات میں پائی جائے اُسکی صنعت کا نقش اور قدرت کا اثر ہو کوئی شے ایسی نہ ہو جو اُس کے دست قدرت سے نہ نکلی ہوئی ہو۔ اگر کوئی شے ایسی نکلی جو اُس کے دستِ

جانے وہ کیا کہ آئے کہاں سے یہ جسم و روح ۔۔۔ اُس کو تو روح و جسم کا مطلق پتا نہیں
حق علت العلل جو نہیں ہے جہان کا ۔۔۔ ہووے گا ختم دنیا کا پھر سلسلہ نہیں
کیا مادہ اور روح کا ہے آخری سبب ۔۔۔ اس کا جواب دے ہی سکے گا پھر خدا نہیں
ثابت ہے اُسپہ جہل ہوا جبکہ لاجواب ۔۔۔ اور اُس کا علم بے حد و بے انتہا نہیں
مادہ و روح مانیں گے رب اُسکو کس طرح؟ ۔۔۔ خالق نے جب کہ پیدا ہی اُن کو کیا نہیں
ہوسکتا ہے وہ کیونکہ بھلا رب عالمین ۔۔۔ جب مادہ اور روح کا خالق خدا نہیں
حادث[۱] نہیں یہ جلوہ جو نورِ قدیم کا ۔۔۔ کچھ بھی ثبوت دنیا میں اُس نور کا نہیں
کس کے بنائے سے ہے یہ سب ہست ہوگیا ۔۔۔ ایجاد کائنات۔ جو فعلِ خدا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۳) قدرت سے نہ نکلی ہو۔ یا اُسکی صناعی کا ہاتھ اُس تک نہ پہونچا ہو۔ تو اب سوال ہوگا۔ کہ وہ آئی کہاں سے؟ اگر کہو خود بخود پیدا ہوگئی۔ تو یہ اور بھی محال ہے۔ کیونکہ کوئی محدود شئی خود بخود پیدا نہیں ہوسکتی۔ بجز ایک ہی ذات واحد کے جو غیر محدود اور کمالات کے بے پایاں مرتبے کو پہونچا ہوا ہے یہ امر کہ خدا تعالیٰ نے کسی شے (مادہ یا روح) کو پیدا کر لیا۔ محال بالکل نہیں۔ ایک امر ہے۔ افہام سے برتر اور مجہول الکنہ۔ لیکن یہ امر کہ کوئی شے آپ سے آپ پیدا ہوگئی بالکل ہی محال ہے۔ اگر مادہ و روح کا خدا خالق نہیں۔ تو ارواح انسانی کو اپنی عبادت کے لئے کیوں مجبور کرتا ہے اور اُسے عبادت لینے کا کیا حق ہے اُنہیں مطلق العنان اور اپنی حالت میں آزاد کیوں نہیں رہنے دیتا۔ تاکہ سدا نجات یافتہ اور آواگون کے پھندے سے چھوٹی رہیں۔ جسم کو روح سے متعلق کرکے اور انسان بنا کے کیوں انسان کی مٹی خراب کرتا ہے کیوں نہیں؟ روحوں کو اپنی حالت میں آزاد اور مطلق العنان ہی رہنے دیتا روحیں اپنی آزاد حالت کو کروڑ درجہ ترجیح دینگے۔ اس انسان بننے پر جو آواگون کی بنیاد اور سور بندر۔ گبریلا وغیرہ وغیرہ بننے کا باعث ہے +

[۱] اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اللہ نور السمٰوٰت والارض خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی زمین و آسمان میں جو شے نظر آرہی ہے اُس کا وجود اور بقا اور نمود اللہ ہی کی طفیل اور اُسی کے سہارے سے ہے تمام دنیا اُسی کے نور کی چمک اور قدرت کا جلوہ ہے۔ اگر اُس جلوہ کو نہاں کرنا چاہے۔ تو دنیا ایک دم میں فنا ہوجائے۔ اور جب تک اُس کی مرضی ہے اُسے اظہار عالم میں عیاں ہونے دے اگر یہ تمام کائنات خدا تعالیٰ کے نور قدیم کا جلوہ اور قدرت کا نقش قرار نہ دیا جائے تو دنیا میں خدا کی ہستی کا بھی کوئی ثبوت نہیں سب کچھ آپ سے آپ ہی مان لو +

ہے[1] نیستی سے ہست کا ہونا اگر عجیب
آتا سمجھ میں ہے یہ تمہارے ذرا نہیں

روح اور مادہ آپ سے ہی آپ بن گیا
اور یہ کہ روح وجسم کا خالق خدا نہیں

اے آریو! خدا کے لئے کچھ کرو قیاس
بڑھ کر عجیب اُس سے عقیدہ یہ کیا نہیں

خالق خدا ہے سبکا تعجب کی بات ہے
یا یہ کہ روح وجسم کا کوئی خدا نہیں

ہیں حق سے بے نیاز اگر مادہ اور روح
اور اُس خدا سے اُن کا وجود وبقا نہیں

مجبور اُن کو کرتا ہے پھر کس لئے خدا
باہر نکلنا حکم سے میرے روا نہیں

گردن میں ڈالو میری اطاعت کا طوق تم
پوجو کسی کو تم کبھی میرے سوا نہیں

کیا حق ہے اُس خدا کا عباد کسی سے لے
جب اُس نے روح وجسم کو پیدا کیا نہیں

کیوں رہنے دیتا اُن کو نہیں مطلق العناں
اور پیچھا اُن کا کس لئے وہ چھوڑتا نہیں

ریچھ اور بندر اُن کو بناتا ہے کس لئے
دیتا نجات اُن کو وہ کیوں دائما نہیں

حق عبادت اُس کا ہے کیا اِن پہ آریو!
جب ربّ ہی وہ روح کا اور جسم کا نہیں

کہہ[2] سکتا ہے وہ کیسے الست بربکم
ارواح کا جواب جو قالوا بلیٰ نہیں

---

[1] آریہ لوگ بے سمجھی سے کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نیست سے ہست کرنے پر قادر نہیں یعنی نیست کوئی شے نہیں تو اُس سے ہست کیا ہوگا۔ واہ صاحب واہ! آپ خوب مطلب سمجھے ہم نیست کا لفظ [illegible] وجود اُس شے کی لیتے ہیں نہ خداوند تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے خدا کو اُس کی تخلیق وایجاد کا علم تھا جبھی تو موجود ہوئی ہے۔

[2] وہ تعلق جو ارواح انسانی کو خدا کے ساتھ ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ جس سے بڑھکر کسی حکیم اور فلاسفر کی طاقت نہیں۔ کہ بیان کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہر ایک انسانی روح کی فطرت میں اپنی ربوبیت کا اقرار ودیعت رکھا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے خالق ورب الارواح ہونے پر بدیہی شہادت ہے یوں بیان فرماتا ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم۔ الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین او تقولوا انما اشرک آباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون وکذلک نفصل الآیات ولعلہم یرجعون اور جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی پشتوں سے اُنکی اولاد کو لیا اور اُن کو اُن کی جانوں پر گواہ بنایا۔ یہ ایک الہامی طرز بیان ہے۔ خاص علم کے سمجھانے کے لئے ارواح انسانی کی فطرت میں جو اُس نے اقرار ربوبیت کا مادہ موضوع کیا ہے اُسکو سوال کے پیرایہ میں بیان فرمایا اور اُن کی زبان حال سے جواب لیا۔ کیا میں تمہارا

ارواح کا علاقہ و رشتہ خدا سے کیا؟ — کہہ سکتیں جب ہمارا ہے خالق خدا نہیں

ارواح اُسکو جانیں گے کیسے محیط کل — روحوں پہ ہی جو اُس کا احاطہ ہوا نہیں

ہے[1] بن گیا وہ مالک ارواح کس طرح؟ — ارواح پہ جو اُس کا تصرّف بجا نہیں

جبراً وہ ساری روحوں کا مالک ہے بن گیا — پیدا تو ایک روح کو اُس نے کیا نہیں

ارواح[2] کے لئے ہے وہ رحمان کس طرح — اپنی طرف سے کرتا ہی جب کچھ عطا نہیں

کرموں کا پھل ہے سارا یہ آرام اور سُکھ — دے سکتا کچھ کسی کو جزا کے سوا نہیں

ہرگز نہیں ہے[3] رحیم خداوند آریہ — دے سکتا جب نجات کسی کو سدا نہیں

کرتا نہیں کسی کو کبھی فایز المرام — کر سکتا کچھ بھی فضل بغیر از جزا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۵) رب نہیں ہوں وہ بولے کیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں یہ اس لئے ہوا کہ کہیں تم قیامت کے دن نہ کہو ہم اس خاصیت فطرت سے آگاہ نہ تھے یا کہو کہ اس سے پیشتر ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا اور ہم اُن کے بعد اُن کی اولاد تھے۔ کیا پھر تو ہمیں اہل باطل کے افعال پر ہلاک کرتا ہے (رب شناسی کے لئے ہر ایک کی عقل کافی ہے۔ فطرت گواہ ہے۔ پھر تقلید جاہلانہ پر اڑا رہنا سخت حماقت ہے اور ہم اس طرح کلام ربانی کو بیان کرتے ہیں اور تو کہ وہ رب کی طرف رجوع ہوں) بقول آریہ جب خداتعالیٰ ارواح کا رب ہی نہیں ہے تو وہ اُن کو کس طرح کہہ سکتا ہے کہ اے روحو! میں تمہارا رب ہوں مجھے عبادت لینے کا استحقاق ہے ؛

[1] جبکہ روحیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں تو اُنپر اتفاقیہ تصرف ایک بیجا تصرف ہے اور خداتعالیٰ اُنکا سچا مالک بھی نہیں ہو سکتا۔

[2] رحمان وہ ذات ہے جو بغیر امتیاز بُرے بھلے دوست دشمن کے سب پر برابر اپنا فیضان پہونچاوے۔ بلا کسی استحقاق سابقہ کے۔ اگر دنیا کا سُکھ اور آرام کرموں ہی کی طفیل ہے۔ تو خدا صفت رحمانیت سے محروم ہوا۔ جو کرموں کے پھل کے سوا اپنی طرف سے کسی کو کچھ عطا نہیں کر سکتا۔

[3] رحیم کے معنے ہیں وہ ذات جو اپنے عاجز بندوں کی بضاعت مزجات کو قبول کر کے عذاب آخرت سے انہیں نجات دے۔ اور اپنے مقرب اور خواص عباد پر عاقبت میں اپنا فیضان پورا کرے اور انہیں اپنے ظل رافت میں ابدی سُکھ اور آرام دے بار بار اُنہیں دارالامتحان میں بھیجکر امتحان کی تکلیف نہ دے۔ ایک دفعہ پاس کر کے پھر کبھی فیل نہ کرے۔ جیسا ابد اور نجات ہمیشہ ہمیشہ کی ہے۔ مگر آریہ کا خدا ایسا نہیں ہے وہ کبھی کسی پر ایسی فیض نہیں کر سکتا۔ اسے اپنی ایک دفعہ کے امتحان پر بھروسا نہیں بار بار ہر ایک انسان کو دارالامتحان میں بھیجتا اور بار بار امتحان لیتا اور بار بار پاس اور فیل کرتا رہتا ہے اور کرتا چلا جائیگا بدنصیب انسان کو کبھی اُس کے پنجے سے نجات نہیں ؛

دکھ[1] اور سکھ جو ملتا ہے کرموں سے خود بخود
کہہ[2] سکتا اُس سے کون ہے ایاک نعبد
روح اور جسم کا نہیں خالق جو وہ خدا
کہہ سکتا کون[3] دل سے ہے ایاک نستعین
ذراتِ[4] جسم و روح کا ہرگز نہیں ہے ربّ
جب طاقتیں ہماری یہ ساری ہیں خود بخود
پھر اُس سے مانگتا ہے جو توفیق اور مدد
جو ہے سو ہے۔ اگر۔ جو نہیں۔ سو ہو سکے
اہدنا[5] التجا رہِ راست ہے فضول

ہرگز خدائے مالکِ روزِ جزا نہیں
لینی ہی جب کہ اُس کو عبادت روا نہیں
معبود روح و جسم کا بھی پھر خدا نہیں
سُنتا ہی جب کسی کی وہ ہرگز دعا نہیں
اور کر وہ سکتا ان میں تصرف ذرا نہیں
اور طاقتوں کو سکتا بڑھا اور گھٹا نہیں
نادان اُس سے کوئی جہاں میں بُرا نہیں
توفیق بخش سکتا کسی کو خدا نہیں
ہرگز کسی کی سنتا ہی وہ التجا نہیں

[1] جب دکھ اور سکھ خود بخود ارواح کو اپنے اعمال کے موافق ملتا چلا جاتا ہے اور خود ہی ایسے جنم میں جو اُن کے اعمال کے حسب حال ہے پڑتے چلے جاتے ہیں۔ خدا کا ذکر بیچ میں لانا محض فضول ہے۔ روزِ جزا کے تو آریہ کلی منکر ہیں اس لئے اُن کا خدا مالک روزِ جزا بھی نہیں۔ [2] کوئی روح خدا کے آگے کس طرح یہ پرارتھنا کر سکتی ہے کہ ایاک نعبد ہم تیری ہی پوجا کرتے ہیں وہ تو ارواح کا خالق ہی نہیں اُسے از روئے انصاف ارواح سے عبادت لینے کا استحقاق حاصل ہے۔ [3] ایاک نستعین ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں آریہ کے نزدیک جو ہے سو ہے۔ جو نہیں سو نہیں پس انسان لاکھ خدا سے توفیق و مدد طلب کرے انسانی قوا میں وہ کچھ تبدیلی اور انقلاب کر ہی نہیں سکتا۔ ذرہ ذرہ اُسکی ربوبیت سے باہر ہر ایک روح اُسکے احاطہ خالقیت سے خارج ہے پس اُس سے مدد مانگنا بھی فضول ہے۔
[5] بقول آریہ جو ہے سو ہے جو نہیں سو نہیں خدا اجسام و ارواح میں کچھ تصرف و تبدیلی کر ہی نہیں سکتا پس اُس سے راہِ راست وغیرہ کی درخواست محض دردسری ہے۔ اور آریہ کے نزدیک راہِ راست کوئی ہے ہی نہیں خدا نجات دینے پر قادر ہی نہیں۔ چند روز کے لئے ایک مکتی خانہ میں روح کو بے حس و حرکت پتھر کی طرح ڈال دیتا ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد پھر اُسے اُسی دار الفنا میں بھیج دیتا ہے خدا کا وصال کسی کو نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ مقربان الہی ابدی آرام حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ خدا کی مثال ایک ٹھیکہ دار کی مانند ہے۔ جتنا کسی نے کیا اُتنی اُجرت دیدی۔ خدا کے خاص فضل و فیض کا آریہ کے نزدیک نام و نشان نہیں۔ فتفکروا یا اولی الالباب ﷺ

نوٹ مناجات مذکورہ میں سورہ فاتحہ کی طرف کلی ایما ہے اور ایک طرح پر سورہ فاتحہ کی تفسیر بھی ہو گئی ✣

جسم اور روح میں نہ تصرف ہے اُس کا کچھ — انسان کے بدل ہی وہ سکتا قوا نہیں
اور اُس سے کوئی مانگے گا کیا راہِ مستقیم — ملنے کا اُس کے جب کہ کوئی راستہ نہیں
ہرگز کسی کو ہو نہ وصالِ ابد نصیب — دے سکتا جب نجات کسی کو سدا نہیں
انعامِ خاص اُس کا ہو جس پہ سدا ہوا — ایسا تو ایک شخص جہاں میں ہوا نہیں
مر پیٹ کر کسی نے ہے پائی اگر نجات — پھر بھی تو پیچھا چھوڑتا اُس کا خدا نہیں
دنیا میں بھیجتا ہے اُسے بار بار پھر — راہِ نجات اُس کو دکھاتا سدا نہیں
مغضوب سب عبادِ الٰہی ہوں بار بار — کوئی غضب سے اُس کے سدا کو بچا نہیں
بھولے ہوئے ہیں راہِ صداقت کو آریہ — مقصود پر تو پہونچا ہے ایک آریہ نہیں
یارب ہمیں عقایدِ باطل سے تو بچا — تیرے سوا تو کوئی بھی سنتا دُعا نہیں

مکتی

نجات آریہ

کہتے ہیں آریہ کہ خدا ہے نہیں غفور — ہرگز گناہ کسی کا کبھی بخشتا نہیں
چھوڑے نہیں گنہ کو کبھی بن سزا دیئے — وہ بخشنے کا نام بھی تو جانتا نہیں

نہ پنڈت لیکھرام لکھتا ہے چونکہ معاف ہونا عدالت کے برخلاف ہے اسواسطے گناہ معاف نہیں ہو سکتے ہرآنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ؛ دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست (آریہ گزٹ فیروزپور ۲۲ نومبر ۱۸۸۶ء)۔ سبحان اللہ کئی نیک طبع اور شریف لوگ اپنے ماتحتوں اور نوکروں کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ لیکن خدا ہے جو اس صفت سے بے بہرہ اور بالکل محروم ہے کوئی ہزار توبہ کرے لاکھ گڑگڑائے۔ سچی انابت اور سچے رجوع کے بعد اپنی حالت درست کرے۔ مگر خدا ہے جو کبھی ما مضیٰ سے درگذر کرنیوالا نہیں عیسائی یا ہندو آریہ ہو جائے تو بھی اُس کے پچھلے گناہ کبھی معاف نہیں ہو سکتے (پنڈت لیکھرام کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے کہ معاف ہونا عدالت کے برخلاف ہے، معاف ہونا عدالت کے برخلاف نہیں بلکہ بعض موقعوں پر کئی قصورواروں کا قصور خاص خاص حالتوں کیلئے معاف کرنا عین عدالت کے منشاء اور رحم کا مقتضا ہوتا ہے۔ بغاوت میں ملکہ معظمہ نے سینکڑوں آدمیوں کا قصور معاف کر دیا تھا بعض ہزارہا موقعوں پر عدالت قصور معاف کر دیتی ہے۔ قتل و سرق کا پتا لگانی

چلّاؤ اور توبہ کرو تم ہزار بار — آگے کبھی کرو وہ گنہ اور خطا نہیں
لیکن کبھی[1] تمہارا نہ بخشے گا وہ گناہ — عفو اور درگذر کبھی اُس نے کیا نہیں
اخلاقی طاقتوں سے ہے بالکل وہ بے نصیب — قادر معاف کرنے پہ وہ مطلقاً نہیں
فیاض اور حلیم بشر بخش دیں گناہ — اور اپنے دل پہ آگے کو لائیں ذرا نہیں
لیکن خدا ہے جو کہ نہیں بخشتا کبھی — اُس میں تو نام عفو کا اور رحم کا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۸) کے لئے کئی مجرموں کا جرم معاف کر دیا جاتا ہے۔ جو عام مخلوق کے لئے کمال دل اور رحم کا موجب ہوتا ہے۔ سینکڑوں شریف دل آدمی کئی شخصوں کا قصور معاف کر دیتے ہیں اور یہ اُن کے حسن خلق و شرافت کی اعلےٰ دلیل ہوتی ہے۔ قابو ہوتے ہوئے معاف کرنا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بہادری اور جوانمردی کا کام ہی نہیں ساری دنیا اس خوبی کو تمام خصایل انسانی پر ترجیح دیتی ہے - دنیاوی عدالت اگر کسی کو معاف بھی کرتے تاہم وہ خدا کے تا معاف کر سکنے کی دلیل نہیں۔ دنیاوی عدالت عالم الغیب نہیں ہو سکتی۔ وہ اس بات میں ہرگز تمیز نہیں کر سکتی کہ آیا کوئی شخص سچ مچ اپنے جرم سے توبہ کر رہا ہے یا عدالت کو دھوکا دے رہا ہے اور اسی لئے سیاست مدن کے اُصول کے لحاظ سے نظامت کے لئے مجرموں کو سزا دینا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ سچائی اور مکر میں تمیز کر سکتا ہے جب کوئی شخص سچے دل سے رجوع کرے اور آگے کو اپنی حالت سنوارنے کے لئے سچے دل سے عزم بالجزم کرے تو خدا کو اُس کا قصور معاف کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ خدا اس اعلیٰ درجہ کی اخلاقی طاقت (یعنی عفو و مغفرت) سے ہرگز بے بہرہ نہیں وہ توبۂ نصوح کو معاف کرتا اور اسکی طرف رجوع ہونے والوں کا ہاتھ پکڑتا اور محل رحمت میں جگہ دیتا ہے اگر خدا غفور و رحیم نہ ہو تو انسان جس کی فطرت میں ہی سہو و خطا ہے اور جس کی تلافی صرف اللہ کی معافی اور مغفرت ہی کر سکتی ہے۔ کبھی نجات پا ہی نہیں سکتا۔ وہ کون ہے جو ساری عمر ساری زندگی پاک اور بے لوث بسر کر سکے ؎

لہ یہ کیسا خیال غلط ہے سہو و خطا کا مادہ جو انسان کی فطرت میں مرکوز ہے جس سے کوئی انسان بری نہیں (الانسان مرکب من السهو والنسیان) خدا تعالیٰ کی مغفرت اور عفو کے سوا اُسکی تلافی کون پیر کر سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قصور بھی معاف نہ ہو سکے تو قطعاً انسان کا نجات پا ہی محال ہے۔ آریہ کا یہ اعتقاد سراسر عقل و نقل و قانون فطرت کے برخلاف ہے قانون فطرت میں تو یہی نظیر نظر آتی ہے ادھر ایک خطا کرنا اُدھر اُس پر متنبہ حاصل کر کے صواب کی جانب رجوع ہونا اور تلافی مافات کرنا ؎

عجز و نیاز لاکھ کرو آگے اُس کے تم
تم کو معاف کر دے وہ ایسا خدا نہیں
حق کی طرف رجوع کرو تم ہزار بار
کرتا کبھی وہ درگذر از مقتضا نہیں
خونخوار ہو کے اُس نے نکالا ہوا ہے منہ
اُمید عفو اُس سے کسی کو ذرا نہیں
لاریب اک ڈراونا ہے بھوت وہ خدا
جس سے کسی کو فیض کبھی ہو سکا نہیں
اپنی طرف سے دیتا کسی کو نہیں ہے کچھ
احسان خاص اُس نے کسی پر کیا نہیں
جو کچھ بشر کے پاس ہے کرموں کا ہے وہ پھل
پھل کے سوا کسی کو کبھی کچھ ملا نہیں
انسان جو ازل سے ہے کرتا رہا عمل
پھل اُس کا پاتا آیا ہے اس میں خطا نہیں
حق کس طرح کسی پہ کرے اپنا فیض خاص ہے
اُسکو تو موقعہ ہی کبھی مل سکا نہیں
ہاں! ڈالنے کو جونوں میں بھیجا ہے مستعد
انساں کی آہ و زاری کو سنتا خدا نہیں
پچھتاؤ اور آگے کو حالت سنوار لو
ہو جاؤ نیک اور کرو آگے خطا نہیں
ڈالے گا پھر بھی جونوں میں وہ تم کو بالضرور
جونوں کا بھگتنا تو کبھی ٹل سکا نہیں
کیسا ہی ہووے کوئی رشی اور مُنی مگر
اُس کی معاف ایک بھی ہوتی خطا نہیں
گو اُس نے عمر بھر میں کیا صرف اک گناہ
توبہ بھی کی۔ مگر وہ کبھی بخشتا نہیں
وہ اُس کو اُس گناہ پہ بھی پکڑے گا بالضرور
ہرگز معاف اُس کو کرے گا خدا نہیں
اور جس نے عمر بھر میں کیا ہے نہ اک گناہ
اور وید کا بھی بھولا کبھی راستہ نہیں
کرتا رہا ہے ہوم سدا اور یوگ بھی
اُس نے کوئی قصور عمر میں کیا نہیں
عارف ہے باکمال ہے پرستار خاص ہے
کچھ بندگی میں اُس نے تغافل کیا نہیں
صدوق ہے اور سچائی پہ چلتا رہا سدا
عاشق ہے اور ہوا وہ کبھی بیوفا نہیں
ملہم ہے وید کا بھی اگرچہ وہ باخدا
ویسا مقرب اور کوئی دوسرا نہیں
تو بھی نجات اُس کے لئے ہے نہیں سدا
دے سکتا حق نجات اُسے دائما نہیں
وہ چند روز جائے گا دارالنجات[1] میں
جس میں کہ اُسکو کوئی ملے گا مزا نہیں
کچھ عرصہ بعد اُس کو نکالیں گے واں سے پھر
یاں سے نکل کہ کام تیرا اب رہا نہیں

[1] لاک صاحب فلاسفر فرماتے ہیں کہ درحقیقت کوئی بہشت خیال میں نہیں آسکتی جس سے روح ہی متلذذ ہو۔ جسم کا تعلق نہ ہو سکتا ہے۔ دنیا میں انسان نے افعال نیک جسم و روح دونوں کے ہوتے ہوئے کئے ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ نجات صرف روح ہی پاوے۔ جسم حظ سے محروم رہے +

باآنکہ تھا خدا کا مقرّب وہ مردِ حق — جس پر خدا کبھی بھی ہوا تھا خفا نہیں
جنت میں تھی نصیب اُسے راہِ قربِ حق — بڑھتا تھا راہِ قرب میں اور تھا رکا نہیں
باقی کے ساتھ اُس کا تعلق تھا اس لئے — دارالبقا میں چاہئے اُس کو فنا نہیں
افسوس پر نہ اُسکو ملے گی سدا نجات — حاصل ہوا اُسکو قربِ خدا دائما نہیں
دارالفنا میں اُس کو گرائیں گے پھر ضرور — چھوٹے گا اُس بکھیڑے سے وہ مطلقا نہیں
دنیا جو ایک دھوکے کی ٹٹی ہے دوستو! — دارالفنا ہے اس میں کسی کو بقا نہیں
رہتے سدا ہیں اس میں بشر کو غم و الم — آسودہ اس میں کوئی بھی آکر رہا نہیں
کرتا نہیں ہے کوئی بھی دانا اسے پسند — اور جی لگاتا اس میں کوئی با خدا نہیں
ہو آریوں کو اس سے کبھی بھی نہیں نجات — پھندے سے اس کے کوئی بھی ہوتا رہا نہیں
دنیائے دوں میں آتا ہے انسان بار بار — بَیتُ الحَزَن لہ ہے وہ تو کبھی چھوٹتا نہیں
کرتا ہے اس جہان میں آکر وہ پھر گناہ — لیتا ہے وہ مزا کہ کسی کو ملا نہیں
کیڑے مکوڑے بنتا ہے بندر وہ اور ریچھ — کیا کیجئے بیان کہ بنتا وہ کیا نہیں
اَرذَلِ اَخَسّ جو کہ ہیں حیواں جہان میں — لیتا ہے اُن کا بھیس شک اس میں ذرا نہیں
افسوس ہے بشر پہ ہزاراں ہزار بار — بدبخت اس سے بڑھ کے کوئی دوسرا نہیں
جس کو سدا نجات نہ ہوگی کبھی نصیب — سُکھ اور چین جس کو کبھی مل سکا نہیں
البشر پہ صد ہزار ہے افسوس آریو! — دے سکتا جو نجات تمہیں دائما نہیں
ابدی نجات دینے پہ قدرت نہیں جسے — اُس سے تو کوئی بھی گیا گذرا خدا نہیں
آپس میں روؤ مل کے سب اپنے نصیب پر — تم سا تو بد نصیب کوئی دوسرا نہیں
تم پہ خدا کو رشک و حسد ہے جو آریو! — دیتا نجات تم کو کبھی دائما نہیں
ایسا بخیل ہووے جو عاجز عباد پر — ابدی نجات دینا جو رکھتا روا نہیں
ایسے خدا سے تو ہی بہتر ہے آریو! — ہووے تمہارا کوئی بھی ہرگز خدا نہیں
مل کر کرو سلام تم ایسے خدا کو سب — قدرت نجات دینے پہ جس کو ذرا نہیں

ایک نظارہ

آریہ کی حالت مکتی خانہ سے نکلتے وقت

جب آریہ نکلتا ہے دارالنجات سے
حسرت بھری نظر سے وہ دارالنجات کو
سب کو وداع کرتا ہے رو رو کے زار زار
ہر ایک کے گلے میں وہ لگ لگ کے اس جگہ
چلّا کے زور و شور سے کرتا ہے ہائے ہائے!
میرا کوئی قصور نہ تھا اور خطا نہ تھی
ساری عمر رہا تھا خداوند کا مطیع
افسوس میری قدر نہ ایشر نے کچھ بھی کی
تھا ساری عمر میں تو وفادار ہی رہا
لیکن خدا نے مجھ سے نہیں کی ذرا وفا
مجھ کو نکال ڈالا ہے دارالنجات سے
پتھر کی طرح روح تھی میری پڑی ہوئی
اتنا مگر تھا۔ دنیا سے چھوٹا ہوا تھا میں
دنیا میں آج پھر میں چلا ہوں ہزار حیف
حاصل وصالِ حق تھا کیا میں نے ایک بار
لازم تو تھا کہ آگے ہی بڑھتا میں قرب میں
افسوس! پر میں گشتہ ہوا اس کے ناز کا
معشوق نے نکال دیا۔ اور کہہ دیا
طے کر چکا تھا قرب کے دنیا میں مرحلے
وہ حال ہو کہ ایسا کسی کا ہوا نہیں
نکلتا ہے اور کرتا ہے کیا اور کیا نہیں
افسوس مجکو یاں سے تعلق رہا نہیں
روتا ہے اور رونے سے تھمتا ذرا نہیں
ایشر نے اس جگہ مجھے رہنے دیا نہیں
میں نے خلافِ حکمِ خدا تھا کیا نہیں
میں نے کیا تھا ایک گناہ اور خطا نہیں
دارالنجات میں مجھے رہنے دیا نہیں!
حق سے میں ایک لحظہ ہوا بیوفا نہیں
ایسا کیا سلوک کسی نے کیا نہیں
مکتی[1] میں بھی اگرچہ مجھے تھا مزا نہیں
نعمت تھی کوئی اچھی آرام تھا نہیں
میرے لئے ذرا۔ تھا غم و ابتلا نہیں
مجھ سا بھی بدنصیب کوئی دوسرا نہیں
معشوق سے تھا چاہئے ہونا جدا نہیں
معشوق سے میں ہوتا جدا وا ئیما نہیں
مجھ کو مقام قرب میں رہنے دیا نہیں
یاں تیرا کام کچھ نہیں اور تیری جا نہیں
باقی رہا تھا مجھ کو کوئی مرحلہ نہیں

[1] کیونکہ وید سے ثابت نہیں کہ مکتی خانہ میں کوئی نعمت یا حظ موجود ہو۔ سوائے اس کے کہ روح کہیں چاہ خمول میں چند سے پتھر کنکر کی طرح بے حس و حرکت پڑی رہے۔

پر بے قصور مجھ کو یہاں سے دیا نکال
لازم تھا اُس کو کرنا یہ جور و جفا نہیں

مجھ کو نکال ڈالا ہے عینِ وصال میں
بے درد ایسا کوئی تو دیکھا گیا نہیں

اک بار پاس کر چکا تھا امتحان کو
پھر فیل کر دیا مجھے میری خطا نہیں

ایشر کا یہ سبھاؤ نرالا عجیب ہے
خود پاس کر کے اُس پہ بھروسا کیا نہیں

دنیا میں بھیجنے لگا پھر امتحان کو
اک امتحان[1] پہ اُس نے تو رہنے دیا نہیں

دار الفنا میں چلتا ہوں اب پھر میں ہائے ہائے
دار البقا سے میرا تعلق رہا نہیں

کرموں کا پھل ہی دیتا ہے ایشر ہمیں فقط
جود و کرم کا نام بھی اُس میں ذرا نہیں

ہرگز نجات دینے پہ قادر نہیں خدا
اُس نے کسی کو سُکھ ہے دیا دائما نہیں

دنیا میں اُس سے کیسی ہی کوئی کرے وفا؟
دار النّجات میں وہ وفا برتتا نہیں

دیتا ہے وہ ضرور ہر اک شخص کو نکال
ہرگز وہ رہنے دیتا کسی کو سدا نہیں

داخل ہوا میں یوہیں کہ دار النجات میں
دار النّجات سے مجھے دھکا دیا نہیں

عینِ وصال میں بھی نہیں ہے کسی کو سُکھ
حافظ یہ اپنے شعروں میں کیا کہہ گیا نہیں

شعر حافظ

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد مے دارد کہ بر بندید محملہا

معشوق کے وصال میں آرام مجھکو کیا؟
گھنٹی جو بج رہی ہے کہ یاں ٹھیرنا نہیں

محبوب کے وصال سے محروم ہونگا آج
کیا جانیں؟ پھر نصیب یہ ہوگا کہ یا نہیں

لاکھوں کروڑوں سالوں کے بعد اب ہوا وصال
دنیا میں پھر چلا ہوں جہاں کچھ مزا نہیں

میں بھوگتا رہونگا پھر اب سے مصیبتیں ۴
ٹوٹے گا پھر ہمیشہ کو یہ سلسلہ نہیں

تو رحم کر خدایا میرے حال زار پر
جنت[2] سے تو نکال مجھے اے خدا نہیں

میں ہاتھ جوڑتا ہوں تیرے آگے ایشرا
کر رحم اور مجھ کو دوبارہ ستا نہیں

دنیا کا امتحان ہوا ایک بار پاس
پھر امتحان دینے کا اب حوصلہ نہیں

[1] معلوم نہیں کہ اسبات کی فلاسفی کیا ہے کہ آریوں کا خدا اپنے ایک امتحان پر بھروسا نہیں کرتا۔ بار بار امتحان لیتا اور پاس فیل کرتا رہتا ہے۔ چونکہ روحیں اسکے پاس محدود ہیں اسلئے اگر وہ اُنہیں ابدی نجات دیدے۔ تو پھر دنیا کو کس طرح پیدا کرے؟ +

[2] اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے وما ہم بمخرجین امدوہ جنت سے نکالے نہیں جائیں گے +

فریاد اور دُہائی وہ دیگا وہاں بہت
اُس پر کرے گا رحم مگر کچھ خدا نہیں
دنیا میں اُس کو بھیجے گا پھر کر کے ایک جون
جس میں کہ عقلمند کو رہنے کی جا نہیں

آریہ کا. بُرا حال

دنیا میں آ کے پھر وہی جاری ہو سلسلہ
ہو اُس سے کچھ بغیر گناہ و خطا نہیں
وارد ہوں اُس پہ دنیا میں پھر سو مصیبتیں
ایسا بُرا ہو حال کسی کا ہوا نہیں
بندر بنے کبھی۔ وہ کبھی ریچھ اور سُور
کُتا بنے کہ بلا شک اس میں ذرا نہیں
گوبر کا کیڑا گاہ بنے۔ اور کبھی وہ سانپ
مت پوچھ بنے گا وہ کیا اور کیا نہیں؟
دنیا میں اُس کو چین نہ ہوگا کبھی نصیب
سُکھ کا تو سانس لیگا کبھی آریہ نہیں
ہرگز نہیں نجات تناسخ کے دور سے
اس سلسلہ سے ہوگا ابد تک رہا نہیں
یارب تو اس عقیدۂ بد سے ہمیں بچا
ہے یہ عقیدہ ایسا کہ اس سے بُرا نہیں

ابطال تناسخ

نیچر کے برخلاف تناسخ ہے آریو!
قانون قدرت اُس کو تو رکھتا روا نہیں
کرموں سے اختلاف اگر ہے جہان کا
اللہ کے پھر ارادہ سے یہ سلسلہ نہیں
انسان طرح طرح کے ہیں جو جہان میں
مانند ایک شخص کے جو دوسرا نہیں
شکلوں میں اختلاف ہے رنگوں میں اختلاف
کاموں میں اختلاف ہے اس میں خطا نہیں
مضبوط ایک شخص ہے کھیتی کے کام کا
کر سکتا کام اُس کا کوئی دوسرا نہیں
اور ایک دوسرا بڑا عالی دماغ ہے
کھیتی کا کام اُس سے تو ممکن ذرا نہیں
پر ہے وہ بالضرور حکومت کے کام کا
چل سکتا کار سلطنت اُس کے سوا نہیں
دونو کی ملہ ہے ضرور ضرورت جہان میں
اور بے نیاز ایک سے ہے دوسرا نہیں
ہووے نہ بادشاہ کرے کون انتظام؟
کھائیں گے کیا؟ وجود اگر جاٹ کا نہیں

ملہ جیسا کہ دنیا کا انتظام چل رہا ہے اگر حکمت اور مصلحت اور راستی پر مبنی ہے اور اُس میں کوئی قباحت نہیں۔ تمام اختلافات عالم ایک مدبرانہ حکمت سے ہے جس سے چارہ نہیں تو تناسخ کا بطلان اظہر من الشمس ہے جس میں گناہوں نے اختلاف بنی آدم و حیوانات کو دیا ہو جو صرف عارضی دکھتا ہو) پر مبنی اور خدا کے ارادہ اور حکمت سے نہیں ۱۲

دونو کی احتیاج اگر ہے جہان میں ۔۔۔ چل سکتا کام دنیا کا اِن کے سوا نہیں
اور دونو کا وجود ارادہ سے حق کے ہے ۔۔۔ ناپید ہونا ایک کا اُن سے روا نہیں
ہووے نہ اِک فریق اگر اس جہان میں ۔۔۔ چل سکتی کل ہی دنیا کی پھر مطلقاً نہیں
ظاہر ہے عاقلوں پہ تناسخ بھی جھوٹ ہے ۔۔۔ بالکل غلط ہے اور کچھ اس کی بنا نہیں
جس میں گناہ سے بدلا ہی یہ نقشۂ جہاں ۔۔۔ اور دخل کچھ ارادۂ حق کو رہا نہیں
نقشہ بدل دیا ہے گناہوں نے سب کا سب ۔۔۔ اس سلسلہ میں دخل خدا کو ذرا نہیں
اچھے ہوئے جو کرم بنا کوئی بادشاہ ۔۔۔ اور جون جاٹ کا اُسے پھر مل سکا نہیں
ویسے ہوئے جو کرم کوئی جاٹ بن گیا ۔۔۔ اور بادشاہ کا اُسے خلعت ملا نہیں
اے آریو! غلط ہے سراسر خیال یہ ۔۔۔ جس میں کہ دخل خواہش حق کو ذرا نہیں
ممکن ہے اس طرح سے نہ کوئی بھی جاٹ ہو ۔۔۔ اور بن سکے جہان میں کوئی بادشا نہیں
یا سارے بادشاہ ہوں یا سارے جاٹ ہوں ۔۔۔ اور کام ایک کر سکے پھر دوسرا نہیں
ہوں سارے بادشاہ تو وہ کھائیں گے کس طرح؟ ۔۔۔ اور جاٹ ہو گئے تو کریں گے وہ کیا نہیں؟
باہم مخالف صمات کا ہونا ضرور ہے؟ ۔۔۔ ہرگز سکے گا پھر کوئی جھگڑا چکا نہیں
آپس میں لڑ مرینگے وہ ایک ایک بات پر ۔۔۔ اور کر سکے گا اُن میں کوئی فیصلہ نہیں
سمجھاؤ کیسے ہو گا تمدّن کا انتظام ۔۔۔ ہووے جو بادشاہ کوئی آریہ نہیں
سارے بشر جہاں میں اگر ہوویں ایک سے ۔۔۔ چل سکتا کام دنیا کا پھر مطلقاً نہیں
موچی اگر ہوں سب تو جولاہے کہاں سے ہوں؟ ۔۔۔ نائی ہی ہوں۔ تو ہو گا کوئی دوسرا نہیں
گر خاکروب سب ہوں لینگے کہاں سے کام؟ ۔۔۔ جب کام دینے والا ہی اُنکے سوا نہیں
اور خاکروب ایک بھی پیدا نہ ہو اگر ۔۔۔ مثلاً امیر آپ اُٹھائیں گے کیا نہیں؟
محکوم گر نہیں۔ تو وہ کیسے امیر ہیں؟ ۔۔۔ کہنا امیر پھر اُنہیں ہرگز روا نہیں
اے آریو! کرو ذرا اس بات میں تو غور ۔۔۔ نوعِ بشر ہیں۔ فرق جو ہو مطلقاً نہیں
سب ایک سے ہوں عادت و اوصاف و عقل میں ۔۔۔ فطرت میں اُنکے ہووے تفاوت ذرا نہیں
نظمِ جہاں کا آ کے معمّا تو حل کرو ۔۔۔ عالم کا اختلاف جو فعلِ خدا نہیں
چل سکتا کس طرح سے ہے دنیا کا انتظام ۔۔۔ ایک آدمی سے ہووے گا کیا اور کیا نہیں
خود ہی وہ ہل چلائے گا بوئیگا آپ ہی ۔۔۔ پیسے گا آپ دیگا۔ مدد دوسرا نہیں

تکلیف[1] خود اُٹھائیگا روٹی پکانے کی
اُس کے کرے گا کام خود اُس کے سوا نہیں

سر پہ وہ اپنے میلا اُٹھائیگا آپ ہی
کچھ زندگی میں اُس کو ملے گا مزا نہیں

دھوئیگا کپڑے آپ۔ حجامت بنائے آپ
خود ہی بُنے گا اور کرے گا وہ کیا نہیں

ہوگا نہ اختلاف جو عادات و کسب کا
ہرگز چلے گا کام کسی کا ذرا نہیں

انسان سب ہوں ایک ہی عادات و وصف کے
اور فرق کچھ بھی رکھتے ہوں اُنکے قوا نہیں

قدرت کا جب نہیں ہے یہ منشا ہی آریو!
سچا پھر اعتقاد تمہارا ذرا نہیں

نیچر کے برخلاف تمہارا ہے اعتقاد
قانون قدرت اُس کو تو رکھتا روا نہیں

انسان جب بناتا عمارت ہے خوشنما
ہر چیز کے بنانے میں کرتا خطا نہیں

بیٹھک کہیں بنی ہے کہیں صحن ہے بنا
مطبخ کہیں ہے اور وہاں کیا کیا بنا نہیں

لیکن ہے بالضرور وہاں جا ضرور بھی
یہ گر نہیں مکان کسی کام کا نہیں

ہر چیز اُس مکاں میں ضروری ہے بالضرور
ناقص ہے جا ضرور۔ اگر واں بنا نہیں

دُنیا بھی اس طرح سے عمارت ہے خوشنما
اُس میں کوئی قصور خدا نے کیا نہیں

کوئی بھلا ہے یا کہ بُرا اپنے طور پر
قدرت کے کارخانہ میں ہرگز بُرا نہیں

ہر چیز کی ضرور ضرورت ہے اس جگہ
جس کے بغیر نقشہ یہ پھبتا ہوا نہیں

ہے بس یہی اُصول پولٹیکل اکانمی[2]
چل سکتا انتظام تو اُس کے سوا نہیں

موچی بھی ہیں ضرور جولاہے بھی ہیں ضرور
ہیں جاٹ بھی ضرور شک اس میں ذرا نہیں

ہوویں نہ خاکروب اگر اس جہان میں
قدرت کے کارخانہ کی کامل بنا نہیں

جو چیز ہے خدا نے بنائی ہوئی یہاں
حکمت کے کارخانہ میں بیفایدہ نہیں

اَلَّذِی اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ

وہ ذات جس نے جو کچھ بنایا خوبصورت بنایا۔ پھر تو ویدغور سے دیکھ۔ کیا تجھے کوئی شگاف (رخنہ) نظر آتا ہے۔

خالق کے ہے ارادہ سے نقشہ جہان کا
اک وصف عارضی سے یہ ہرگز گھڑا نہیں

[1] اگر سب متحد الفطرت اور ایک سے ہوجائیں تو ایک دوسرے کیلئے روٹی پکانے وغیرہ کی تکلیف کیوں گوارا کرنے لگا [2] پولٹیکل اکانمی (سیاست مدن) کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ انسانی طبایع میں اختلاف ہو۔ تاکہ کوئی کوئی کام کر سکے۔ اور کوئی کوئی۔ اگر سب یکساں مزاج وطبیعت والے ہوں تو دنیا کا انتظام ہی نہیں چل سکتا۔ افسوس کہ آریہ لوگ علم سیاست مدن کی کتابیں بھی پڑھتے ہیں اور پھر تناسخ کی لغویت پر آگاہ نہیں ہوتے ⁂

یہ اختلاف وضع جہاں ہے جو خوشنما — جس میں کہ عقل مند کو چون و چرا نہیں
ہرگز نہیں گناہ کے باعث سے آشکار — جس میں کہ دخل خواہش حق کو ذرا نہیں
اللہ کے ہے ارادہ سے سب کچھ بنا ہوا — کچھ ہو رہا مشیتِ حق کے سوا نہیں
سارا یہ اختلاف ارادہ سے حق کے ہے — اس کے بغیر نقشہ ہی یہ خوشنما نہیں
یہ اختلاف قدرتِ حق کا ہے اک ظہور — شاعر یہ اپنے شعر میں کیا کہہ گیا نہیں

ظفر

گل جو چمن میں ہیں ہزار۔ اُن کی ظفر ہے کیا بہار
سب کا ہے رنگ الگ الگ۔ سب کی ہے بُو الگ الگ

ذوق

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن — اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

پس پاک ذات ہے وہ خداوندِ دو جہاں — جس نے کہ لغو کام کبھی ہے کیا نہیں
حکمت پہ اُس نے رکھی ہے ہر کام کی بنا — فعلِ حکیم خالی ز حکمت ہوا نہیں
جو کچھ بنایا اُس نے بنایا ہے خوشنما — سب کچھ بھلا ہے اور کوئی بھی بُرا نہیں
اے آریو! اگر ذرا اس بات کو قیاس — اللہ جو ہے ہمارا وہ رحمان کیا نہیں
سامان سُکھ کا جو نظر آئے جہان میں — کیا اپنے فضل خاص سے ہم کو دیا نہیں
گائے اور بھینس جنسے کہ ملتا ہے ہمکو دودھ — فیاض اور کریم کی ہم پہ عطا نہیں
اونٹ اور گھوڑے جنپہ کہ ہوتے ہیں ہم سوار — اور بوجھ لادتے ہیں یہ فضلِ خدا نہیں
یارب[۱] تو ہمکو دودھ دے اور دے سواریاں — کیا وید میں خدا نے سکھائی رچا نہیں
ایسا تو اُس کا حکم ہی ممکن نہیں کبھی — جب تک کرے ارادہ سے پیدا خدا نہیں
پس جب خدا کا فضل ہو اور فیض خاص سے — ظاہر ہے یہ تمہارا تناسخ بجا نہیں
اور ہوم[۲] میں ہے گھی کا جلانا خدا کا فرض — اُس کے بغیر فرض یہ ہوتا ادا نہیں
پیدا جو گھی ارادۂ حق سے نہیں ہوا — جب تک گناہ ویسے کریں آریہ نہیں

[۱] وید کی رچاؤں میں کئی جگہ دعائیں مانگی گئی ہیں کہ اے خدا ہمکو سواریاں اور دودھ دہی وغیرہ عطا فرما۔ اگر گھوڑے گائے بھینس خدا کے ارادہ سے نہیں ملکہ گناہوں کے سبب پیدا ہوتے ہیں تو گویا یہ ہی دعا منگوانا ہے۔ کہ لوگو دعا کرو۔ تاکہ لوگ گناہ کریں اور ہمکو یہ سب چیزیں میسر آئیں [۲] ہوم میں گھی کا جلانا ضروری ہے۔ جس کی پیدائش کا مادہ اور علت گناہ ہی ہیں ✦

کیوں حکمِ حق ہے گھی کے جلانے کا ہوم میں
ہو سکتا ہی وجود نہیں گائے بھینس کا
اے آریو! خدا کے لئے کچھ کرو قیاس
دنیا کا انتظام جو ہے چل رہا عجیب
کیا سب ہے آشکار گناہ کی طفیل سے
جب آدمی گناہ کریں۔ عورتیں ملیں
عورت کا ہو وجود نہیں گر گنہ نہ ہوں
قایم ہے رکھتا حق کو گناہوں کا بھی ضرور
ہوویں اگر گناہ نہ دنیا میں عام تام
عورت کا بھی وجود ہو نہ پھر جہان میں
دودھ اور گھی کا دنیا میں ہووے نہیں وجود
انسان جب گناہ کرے گائے بھینس ہو
خُدام اور نوکر و چاکر ملیں نہیں
سامان سب خوشی کا گنہ کے سبب ہی ہے
نیکوں کو ہے جو دنیا خدا نے جزا میں سُکھ
دنیا کا سلسلہ ہے گناہ کی طفیل سے
عقل و قیاس چاہیئے اے آریو! ذرا
کیونکہ درست ایسا عقیدہ ہو آریو!
کرموں کا پھل اگر ہے۔ یہ آرام اور دُکھ

ہونا ہی جب کہ گھی کا ضروری ذرا نہیں
جب تک کریں یہ لوگ گنہ اور خطا نہیں
کیا تم میں مادہ سوچ کا مطلق رہا نہیں
جس میں ذرا بھی نقص نہیں اور خطا نہیں
دخل اس میں ہے ارادۂ حق کو ذرا نہیں
حق نے اُنہیں ارادہ سے پیدا کیا نہیں
انسان کا بھی چل سکے پھر سلسلہ نہیں
یہ گر نہیں تو دنیا کا بھی پھر پتا نہیں
دُنیا کا اختلاف ہو پھر مطلقاً نہیں
اور خاتمہ ہو دُنیا کا اس میں خطا نہیں
ہووے اگر وجودِ گناہ و خطا نہیں
دنیا میں اُن کا ورنہ ملے کچھ پتا نہیں
جب تک گناہگار رہیں کچھ آریہ نہیں
ورنہ ملے خوشی کا جہاں میں پتا نہیں
جاننگ نہ ہوں گناہ وہ دیگا جزا نہیں
اور حق نے کچھ ارادہ سے پیدا کیا نہیں
رکھنا تمہیں عقیدۂ باطل روا نہیں
عقل اور نقل کے جو مطابق ذرا نہیں
کیوں آدمی کو اُن کا پتا مطلقاً نہیں

ے یہ بڑی غور طلب بات ہے۔ اور تناسخ کے بطلان پر قطعی دلیل۔ آریہ کا قول ہے۔ کہ یہ سارا اختلاف حیوان و انسان کا گناہوں کی طفیل سے ہے پس مرد و عورت کا اختلاف بھی گناہوں کی وجہ سے ہے خدا کے ارادہ سے نہیں اب جبکہ عورتوں کا پیدا ہونا صرف گناہوں کے وجود پر منحصر ہے یعنی آدمی ویسے گناہ کریں جس سے عورت کا جنم ملے تب عورتیں پیدا ہوں تو ممکن ہے کہ اگر لوگ اس قسم کے گناہ مطلقاً چھوڑ دیں تو کوئی بھی عورت پیدا نہ ہو پھر دنیا کا سلسلہ کسطرح چلے خدا بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیگا آگے کو نسل انسانی چلانیکا اُس سے کوئی انتظام ہو نہیں سکیگا برخلاف اسکے اللہ کی سچی کتاب فرماتی ہے وبث منہما رجالاً کثیراً ونساء خدا نے آدم و حوا سے بالارادہ بہت سے مرد و زن پھیلائے ✽

کیا کیا گناہ تھے اُس نے کئے پہلے جنم میں ۔۔۔ کیسی سزا ہے جبکہ اُسے کچھ پتا نہیں
اُس کو نہیں خیال بھی جب پہلے جنم کا ۔۔۔ یوں ہی سزا کا دینا اُسے پھر روا نہیں
بیشک بڑا ہے ظلم جو دیدیں یونہی سزا ۔۔۔ جب تک گناہگار کو ہو کچھ پتا نہیں
دیدیں کسی کو بے خبری میں اگر سزا ۔۔۔ اس سے کوئی اندھیر جہاں میں بڑا نہیں

بیماری اور دُکھ جو سزا ہے گناہ کی ۔۔۔ ویدک کا اور طب کا کچھ فایدہ نہیں
زخم اور مرض جو اچھے ہی ہونے نہیں کبھی ۔۔۔ جب تک کہ بھگت لیویں گناہ کی سزا نہیں
بیکار علم طب ہے اور لغو اور فضول ۔۔۔ اور وید میں بھی طب کا ہونا روا نہیں
آرام خود ہی ہو ویگا آخر سزا کے بعد ۔۔۔ مرہم کا اور دوا کا ذرا فایدہ نہیں
دفعیہ چاہئے کسی دُکھ کا نہ ہم کریں ۔۔۔ جب تک سزا نہ پوری ہو ٹلنے لگا نہیں
اسباب اور علاج جہاں میں ہیں سب فضول[1] ۔۔۔ حکمت پہ مبنی کوئی بھی فعل خدا نہیں

اے آریو! بھلا یہ معمّا تو حل کرو ۔۔۔ حق کی طرف سے دنیا کا گر سلسلہ نہیں
عالم کا اختلاف گناہوں سے ہے فقط ۔۔۔ ہرگز نہ ہو۔ اگر یہاں گنہ اور خطا نہیں
سامانِ عیش دنیا کو حاصل کہاں سے ہو؟ ۔۔۔ گائے اور بھینس ہو جو کوئی آریہ نہیں
گھوڑے کہاں سے لوگوں کو پھر ہوویں دستیاب ۔۔۔ اک جانور کا جگ میں ملے پھر پتا نہیں
موسم جو مکھیوں کا مقرر ہے ایک خاص ۔۔۔ مینڈک بھی پائے جاتے ہیں جنکے سوا نہیں
ان موسموں میں ہوتے زیادہ ہیں کیا گناہ؟ ۔۔۔ لوگ اور موسموں میں گناہ کرتے کیا نہیں؟
ہے خاص موسموں میں جو نیچر کا انتظام ۔۔۔ ہے صاف کہہ رہا کہ تناسخ بجا نہیں
گدھ اور چیل کھاتی ہیں جو مُردہ لاش کو ۔۔۔ جس کے بغیر صاف یہ ہوتی ہوا نہیں
یہ جانور نہ کرتے رہیں گر ہوا کو صاف ۔۔۔ انساں کا پھر تو بچنا ہی چھوڑے وبا نہیں
کیا جانور یہ سارے گنہ کی طفیل ہیں ۔۔۔ دخل اس میں ہے ارادۂ حق کو ذرا نہیں
لاریب ہے مدبّر و قیّوم وہ خدا ۔۔۔ بن خواہش اُسکے کچھ بھی جہاں میں ہوا نہیں

اے آریو! تمہارا عقیدہ ہے اس طرح[2] ۔۔۔ ہرگز خدا نے فیض کسی پر کیا نہیں

[1] اگر تناسخ ٹھیک ہے تو چاہئے کہ اسباب علاج وغیرہ سب فضول ہوں۔ جب کوئی مصیبت اپنے وقت سے پہلے ملتی نہیں اور وقت کے بعد رہتی نہیں تو چارہ اور علاج سب فضول اور لغو ہے۔ کوئی آریہ اس بات کا جواب دے نہیں سکتا ٭

[2] آریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی مرضی و ارادہ سے کسی پر الہام نہیں کر سکتا بلکہ جو شخص اپنے اعمال کی پاداش میں

جب تک کہ فیض پانے کے قابل عمل نہوں
کرتا کبھی کسی کی رعایت خدا نہیں

رشیوں پہ جو نزول ہوا وید پاک کا
اس کے سوا سبب ہی کوئی دوسرا نہیں

اعمال اُن کے قابل الہام خاص تھے
الہام اُن پہ یونہی خدا نے کیا نہیں

اس بات میں کرو جو ذرا غور آریو!
تسلیم میں رہے گا تامل ذرا نہیں

ملہم نہ ہو اگر کسی دنیا میں کوئی شخص
الہام جس کو کرموں کی ملنی جزا نہیں

ہرگز نہ اُس زمانہ میں ہو وید کا نزول
الہام پھر کسی پہ کرے گا خدا نہیں

اُس وقت ساری دنیا رہے بے ہدایتی
ہو اُس سے کچھ بغیر گناہ و خطا نہیں

اے آریو! سنو جو تناسخ کو مان لیں
اس سے کوئی عقیدہ جہاں میں بُرا نہیں

ابدی نجات دینا خدا کا محال ہے
پاتا سدا کا سُکھ تو کبھی آریہ نہیں

وہ لاکھ نیک ہو۔ نہ کرے ایک بھی گناہ
ابدی نجات اُس کو تو ملنی روا نہیں

کیسا رشی مُنی ہو۔ وہ پا جائے گو نجات
دارالفنا سے پھر بھی وہ ہوتا جدا نہیں

ملہم ہو وید کا کہ دیانند آریہ
اُس کو ملے نجات کبھی دائما نہیں

آتا ہے اس جہان میں وہ بار بار پھر
پھندے سے اس جہاں کے وہ ہوتا رہا نہیں

بیل اور گائے "خچر" و گھوڑا بنے ضرور
بندر بھی اور ریچھ شک اس میں ذرا نہیں

گوبر کا کیڑا۔ چھپکلی اور گُربہ اور موش
ہے کیا بلا جو بنتا ہے پھر آریہ نہیں

یارب! تو اس عقیدۂ بد سے ہمیں بچا
ہے یہ عقیدہ ایسا۔ کہ اس سے بُرا نہیں

نیوگ

ہے قاعدہ نیوگ کا یہ وید بھاش میں
سُن لو جو تم نے آج تلک یہ سُنا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۹) قابل الہام پانے کے ہوئے اسپر الہام کرتا ہے۔ چار رشیوں پر جو وید نازل ہوئے اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ کسی اگلی دنیا میں انکے کام نیک تھے اور وہ قابل الہام بننے کے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر دنیا کے سابقہ میں کوئی شخص بھی قابل الہام پانے کے نہ نکلتا تو خدا کسی پر اپنا فیضان (الہام) نہ کرتا اور دنیا بے ہدایتی رہتی ہم آریہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ صاحب اگر کروڑوں اربوں برس تک کوئی شخص ایسا نہ نکل سکے تو دنیا کی ہدایت کی کیا سبیل ہوگی؟ اگر نزول وید کے بعد کوئی شخص قابل الہام پانے کے اعمال کرے تو اُسپر کونسے وید نازل ہونگے۔ چار وید تو نازل ہو چکے کیا اسپر پانچواں نازل ہوگا۔ اور اگر نازل نہیں ہوگا تو اُس کو خزانہ ملنا بے انصافی ہے ۱۲

بے شک و شبہ وید مقدس کا ہے یہ حکم
ہے چل دیا جہان سے جس استری کا پُرش
ایسے ہی مر گئی ہے کسی کی جو استری
کرنا روا کسی کو نہیں دوسرا نکاح[1]
لیکن چلائیں کام وہ دونو نیوگ سے
ہرچند اس پہ آیا زنا کا نہیں ہے نام

تسلیم میں کسی کو تامل ذرا نہیں
اُس کو بیاہ دوسرا ہرگز روا نہیں
کرسکتا وہ نکاح کبھی دوسرا نہیں
ثانی نکاح وید میں ہرگز روا نہیں
کرنا نیوگ کا تو گناہ اور خطا نہیں
پر کچھ بھی اِس کے سامنے فعلِ زنا نہیں

حوالہ

نقل عبارت ویدبھاش بھومکا از صفحہ ۲۱۱

نیوگ کرنے میں ایسا نیم ہے کہ جس استری کا پُرش وا کسی پُرش کی اِستری مر جائے۔
نیوگ کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جس عورت کا خصم یا کسی مرد کی جورو مر جائے ....
اتھوا اُن میں کسی پر کار کا استھر روگ ہو جائے۔ وا نپنسک بندیا دوش پڑ جائے
یا اُن کو کسی قسم کی بیماری لاحق ہو جائے (جس سے نطفہ قابل تولید نہ رہے) یا بیری
او اُن کی یوا وستھا ہو سنتان اوت پتی کی اچھیا ہو۔ تو اُس اوستھا
حالت یا نقص پن پیدا ہو جائے۔ اور مرد عورت جوان ہوں۔ اولاد پیدا ہونے کی آرزو
میں اُن کا نیوگ ہونا اوش چاہئے +
ہو تو اس صورت میں اُن کا نیوگ ہونا واجب ہے۔

نقل از ستھیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۴

اُس کا نیم آگے لکھتے ہیں اِیشر منشو کو آگیا دیتا ہے۔ کہ ہے اندرا پتی الشرح یگت تو
اس کا قاعدہ وید کے موافق ہے۔ خدا بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اے جوان تو اس
اس استری کو بیرج دان دے کے پُتر اور سبھاگ یُکت کر۔ ہے بیرج پرو (دشاسیا)
عورت کو بیج بخش کر اولاد اور بھاگ والی بنا۔ اے بیج ڈالنے والے

[1] آریہ میں نکاح ثانی قطعاً حرام ہے۔ ہاں نیوگ کے ذریعہ کام چلانا اور خاک اوڑانا فعل حلال ہے +

پرش کی پرتی - وید کی یہ آگیا ہے - کہ اس وواہت - واتیوجت استری ہیں دش

جوان وید کا یہ حکم ہے کہ اس منکوحہ اور بیوگن ہیں دس

سنتان پرنیت اوت، ین کراوہک نہیں رہتی ہیں، تمھائی استری - تو نیوگ ہیں

بچوں سے زیادہ مت کر - خاوند کے بارہ میں ایسا ہی عورت کو حکم ہے کہ اے عورت تو

گیاراں پتی تک - ارتھاتھ ایک نو اُن میں پرتھم وواہت اور دش پرنیت نیوگ کی

نیوگ گیاراں خصم تک کر یعنی ایک تو اُن میں سے پہلا بیاہ اور دس اُس کے بعد نیوگ کے

پتی کراوبک نہیں اس کی یہ بیوستھا ہے کہ وواہت پتی کے مرنے - واروگی ہونے

خاوند اُس سے زیادہ نہیں خلاصہ یہ ہے کہ خاوند کے مرجانے یا اُس کے بیمار ہونے

سے دوسرے پُرش وا استری کے ساتھ سنتانوں کے اُبھاؤ میں نیوگ کرے - تنہا دوسری

سے عورت دوسرے مرد سے یا مرد دوسری عورت سے اولاد کی خواہش میں نیوگ کرے - ویسا ہی دوسرے

کو بھی مرن وروگی ہونے کی انتر تیسری کے ساتھ کرے - اسی پرکار دشویں تک کرنے کی

مرد مرنے اور بیمار ہو جانے کے اندر تیسرے مرد کے ساتھ نیوگ کرے اسی طرح دسویں تک نوبت

آگیا ہے - پرنتو ایک کال میں ایک ہی بیرج داتا پتی رہے - دوسرا نہیں - اسی پرکار

پہونچا دے - وید کا یہی حکم ہے مگر ایک ہی وقت میں ایک بیرج داتا (تخم ریز) ہو دوسرا جایز نہیں (مگر خاوند مستثنیٰ ہے

پرش کے لئے بھی وواہت استری کے مرجانے پر بدھوا کے ساتھ نیوگ کرنے کی

وہ جب چاہے خدمت لے) اسی طرح مرد کو بھی منکوحہ عورت کے مرجانے پر بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنے کی

آگیا ہے اور جب وہ بھی روگی وا مرجائے - تو سنتان اوت پتی کے لئے دش

اجازت ہے اور جب وہ بیوہ روگی ہو جائے یا مرجائے تو بچے جنانے کے لئے دسویں

استری پرنیت نیوگ کرے + ...

عورت تک نیوگ کرے -

نیوگ کا قاعدہ

ایشر کا وید پاک میں بندوں کو یہ حکم ارشاد ہے خدا کا کہ اے مرد نوجواں اس استری کو آئی ہے اُمیدوار جو	اس حکم سے کسی کو تخلف روا نہیں جاتا کبھی بھی نطفہ جو تیرا خطا نہیں جس کا کہ آج کوئی بھی تیرے سوا نہیں

تو بیج بخش اور سہاگن اُسے بنا
کیونکر نہ مانیں بندے خداوند کا یہ حکم

اے تخم ریز مرد جوانی کے جوش میں
منکوحہ ہو۔ کہ ہووے نیوگن یہی ہے حکم

عورت کو بھی یہ حکم ہے گویا ہے فرض حق
اے زن تجھے روا ہے گیارہ پتی تلک
پہلا تو وہ کہ جس سے ہوا تھا تیرا بیاہ
حاصل یہ ہے مرے جو کسی استری کا پُرش
ان صورتوں میں ویدکی ہے آگیا یہی
عورت کرے نیوگ کسی مرد سے وہیں
ایسا ہی عورتوں سے کریں مرد جا نیوگ
ہاں دوسرا یہ پُرش اگر مرگیا شتاب
تب تیسرے وہ مرد سے جا کر کرے نیوگ
گر تیسرا بھی ایسا ہو چوتھے سے جا ملے
مقصود اُس کا خواہشِ اولاد ہو ضرور
لیکن یہ ہے ضرور کہ ہو تخم ریز ایک
خاوند اگر ہو زندہ تو ہاں وہ بھی باضرور
عورت کو ہے اطاعتِ شوہر بھی لازمی
منصب ہے بیج بونا فقط تخم ریز کا

ایسا ہی مرگئی ہے کسی کی جو استری
ہے اُس کو حکم وید کہ بیوہ سے جا لگے۔
ہوگی اگر یہ بیوہ ہوئی۔ یا کہ مرگئی
پھر دوسری سے جا لگے اور تیسری سے پھر

کر بھاگوان اور دل اُس کا دُکھا نہیں
حاصل اُنہیں تو اُس میں بجز فایدہ نہیں

باہر خدا کے حکم سے جانا ذرا نہیں
دس بچوں سے زیادہ جنانا روا نہیں

پاپی ہے حکم وید کو جو مانتا نہیں
اس سے زیادہ خصم کرے تو روا نہیں
دس اُس کے بعد خصم کرے تو بُرا نہیں
رہتا ہو یا مریض اگرچہ مرا نہیں
اک دوسرے سے کوئی کرے پھر وفا نہیں
اُس کے لئے ضرورتِ شرم و حیا نہیں
جب تک نہ کافی بچے ہوں ہوویں جدا نہیں
یا ہوگیا مریض اگرچہ مرا نہیں
یہ وید کا ہے حکم کچھ اس میں خطا نہیں
دس تک اگر وہ خصم کرے نا بعد نہیں
حاصل اگرچہ اس سے بغیر از زنا نہیں
اک وقت میں ہے دوسرا اُس کے سوا نہیں
کر سکتا ہے جماع شک اس میں ذرا نہیں
ہو سکتا وہ تو اُس سے کبھی بھی جدا نہیں
خاوند اس کا جاننا اُس کو روا نہیں

اور بیٹا اُس کا کوئی بھی اُس سے ہوا نہیں
بیوہ سے آشنائی اُسے ناروا نہیں
از بلکہ نکلا مرد کو اولاد کا نہیں
دسویں تلک یہ ٹوٹے گا پھر سلسلہ نہیں

ملہ کوئی نیوگی ایک نیوگنی سے دس بچوں سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ وید پاک کا حکم ہے ✝ پنڈت دیانند صاحب
وید بھاش میں لکھتے ہیں پرنتو اس وہ ہت مہش پتی کی سیوا میں تتپر ہے ✝

حوالہ

منتر ایہم اچھنش سوبھگی ہیتم مت رگوید منڈل اسکیت نمبر ۱۱

ترجمہ بھاشا پنڈت دیانند صاحب

جب پتی سنتان اوت پتی میں اسمرتھ ہووے تب اپنی استری کو آگیا دیوے۔ کہ ہے

جب شوہر اولاد جنانے کے قابل نہ رہے تب اپنی جورو کو حکم دے۔ کہ اے

سوبھگی سوبھاگ کے اچھی کرنے ہاری استری تو مجھ سے دوسرے پتی کی اچھیا کر۔ کیونکہ

بھاگوان اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ دوسرے مرد کی درخواست کر۔ کیونکہ

اب مجھ سے سنتان اوت پتی کی آشا مت کر۔

آپ میرے سے اولاد ہونے کی آرزو مت رکھ۔

پرنتو اس وواہت ہیش پتی کی سیوا میں تتپر رہے۔ ویسی ہی استری بھی جب روگ

لیکن اس حقیقی خاوند کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ ایسا ہی عورت بھی جب بیماری

آدی دوشوں سے گرست ہو کر اوت پتی میں اسمرتھ ہووے تب اپنے پتی کو آگیا دیوے

وغیرہ کے سببوں سے اولاد جننے کے قابل نہ رہے تب اپنے خصم کو حکم دے

کہ ہے سوامی آپ سنتان اُتپتی اچھیا مجھ سے چھوڑ کے کسی دوسری وِدھوا استری سے

کہ اے صاحب مجھ سے آس توڑیں اور کسی عورت سے

نیوگ کر کے سنتان اُتپتی کیجئے جیسا کہ پانڈو راجہ کی استری کنتی اور مادری آدی نے

نیوگ کر کے اولاد جنائیں جیسا کہ راجہ پانڈو کی بیویوں کنتی اور مادری نے کیا

کیا اور جیسا بیاس جی نے چترانگد اور وچتر ویرج کے مر جانے پسچات اُن اپنے بھائیوں

تھا اور جیسا کہ بیاس جی نے چترانگد اور وچتر ویرج کے مرنے کے بعد اپنی

کی استریوں سے نیوگ کر کے انبکا ابنہ میں اور دھرت راشٹ ابنالن میں پانڈو اور داسی میں

بھاوجوں سے نیوگ کر کے بچے جنائے تھے۔

بلا کے اُن پتی کی انیا و انھاس بھی اس بات میں پرمان ہے۔ منو میں ہے۔ ادھیاو شلوک

بے جتنے خاوند پر نیوگ کرانا

بیوہ کا تو نیوگ نہیں کچھ مضایقہ — مقصود اس سے گو کہ بغیر از زنا نہیں
لیکن عجیب تر ہے یہ صورت نیوگ کی — رکھ سکتا جس کو کوئی جہاں میں روا نہیں
کروائے وہ جو ہے بڑا دیوث و بے حیا — اور جس میں کچھ بھی غیرت و شرم و حیا نہیں
رکھتی ہے اپنا خصم جواں ایک استری — رہتا اوا اسے حق میں مقصر ذرا نہیں
کر سکتا خوب بیوی سے ہے وہ مباشرت — ہرگز فتور باہ میں اُس کے ہوا نہیں
اولاد کی ہے ایک کمی اتفاق سے — شاید کہ اس کے واسطے حکمِ خدا نہیں
اس پر بھی اُس کا شوہر دیوث و بے حیا — رکھتا ذرا بھی غیرت و شرم و حیا نہیں
کہتا ہے اپنی بیوی سے سن امیری بھاگوان — ہر چند تجھ سا دیکھا گیا پارسا نہیں
پر اپنی پارسائی کو بالائے طاق رکھ — کر حکم ماننے میں تو چون و چرا نہیں
اولاد کی ہے تجھ کو بھی خواہش مجھے بھی ہے — اولاد کے بغیر ہمیں کچھ مزا نہیں
ہم بستری تو جلد کر اب اور مرد سے — اور اُس سے کیجیو ذرا شرم و حیا نہیں
نطفہ مرا تو ہے نہیں قابل جنانے کے — اور مجھ سے کچھ بھی آج تلک ہو سکا نہیں
جا جلد کر تلاش تو اب اور مرد کی — ہو سکتی مجھ سے اب تیری حاجت روا نہیں
اولاد کا نہ ہونا مصیبت کی بات ہے — ہے زندگی وبال جو بیٹا ہوا نہیں
عورت پرائے مرد سے لیوے پرینت جوڑ — کیا لطفِ زندگی ہے اگر آشنا نہیں

جورو کا نیوگ

ترجمہ بھاشیہ پنڈت دیانند صاحب

صحبت میں گو قوی ہو کسی استری کا پُرش — لیکن اگر جنانے کے قابل رہا نہیں

ا نیوگ کی یہ صورت سب سے تعجب انگیز قانون فطرت اور فطرتی غیرت کے بالکل برخلاف ہے اپنا خاوند تندرست مباشرت کر سکتا ہو مگر اُسکی منی قابل تولید نہیں اسپر اُسکو وید مقدس کا حکم ہے کہ اپنی چاہتی اور پیاری بیوی کو صرف اولاد کی خاطر کسی دوسرے مرد کو ساتھ سُلاوے اُسکا نطفہ لیوے اور اپنا بچہ بناوے۔ سبحان اللہ! ہزار لعنت ہو اس اولاد پر اور لاکھ لعنت ہو اس خواہش اولاد پر جس میں انسان اپنی پیاری بیوی کو دوسرے کے آگے ڈالتا ہے گویا پنچھل سورکے آگے پھینکتا ہے تاکہ وہ اُسے پامال کریں۔ ممکن ہے کہ اولاد نہ ہونیکا سبب عورت ہی کی کسی بیماری ہو مرد کی خرابی نہ ہو تو اس حالت میں ناحق کسی شخص سے زنا کراویگی اور حمل بھی نہ پاویگی۔

تب وید آگیا ہے کہ مت کر نکاح اور — فطرت کے برخلاف یہ گو قاعدہ نہیں
دے اپنی استری کو بھی آگیا وہیں — اے بھاگوان جس کا کہ بیٹا ہوا نہیں
فرزند کے بغیر نہیں لطفِ زندگی — اولاد کے بغیر تو جینا بھلا نہیں
اب دوسرے پتی کی تو کر مجھ سے اچھیا — ہو سکتی مجھ سے یہ تیری حاجت روا نہیں
جا کر نیوگ کر تو ابھی شیر سنگھ (فرضی نام ۱۲) سے — جس کا کہ ایک نطفہ بھی خالی گیا نہیں
وید آگیا یہی ہے میری پیاری استری — کر حکم شرع میں ذرا شرم و حیا نہیں
لیکن یہ ہے ضرور کرائے وہ جب نیوگ — خدمت سے اپنے خصم کی ہووے جدا نہیں
حاضر رہے وہ سیوا میں اسکی بھی رات دن — خدمت سے اس کی ہووے مقصر ذرا نہیں
جس سے کیا نیوگ وہ اک تخم ریزہ ہے — خاوند جاننا اسے ہرگز روا نہیں

خصم کا نیوگ کرنا

ایسا ہی استری کو بھی ایشر کا ہے یہ حکم — اس بات میں ضرورتِ شرم و حیا نہیں
بیمار یا کہ بانجھ ہو۔ یا اور ہو سبب — جس سے کہ اس کے کوئی بھی بیٹا ہوا نہیں
اپنے پتی کو آگیا دیوے کہ اے جناب — میں نے تو آج تک کوئی بیٹا جنا نہیں
اب مجھ سے آس توڑ کے بیوہ سے جا گھو — دنیا سے نامراد تو جانا روا نہیں
جھک بار جل کے بیوہ سے اولاد کے لئے — اولاد کے بغیر ہمیں کچھ مزا نہیں
فعل نیوگ جاری رہا ہند میں مدام — اب تک کسی کو اس میں تامل ذرا نہیں
اس کی مثال پانڈ کا ہے واقعہ عجیب — جس سے کوئی نمونہ جہاں میں برا نہیں
کنتی و مادری نے کرایا نیوگ تھا — گھاٹا رہا تھا کچھ انہیں اولاد کا نہیں
پھر واقعہ بیاس کا بھی ایک ہے مثال — موجب ثواب کا ہے۔ گنہ اور خطا نہیں
اے آریو نیوگ کرانا ہے حکم وید — جلدی عمل کرو۔ کہ توقف بھلا نہیں

اِستری سدا لڑکیاں جنے تو نیوگ کرائے

ہوتی ہوں استری کے سدا لڑکیاں اگر — کرے نیوگ بیٹا وہیں بھر ہوا نہیں

حاملہ عورت کا حکم

عورت کو جب کہ حمل کے آثار ہوں نمود
کر سکتے مرد و زن نہیں باہم مباشرت
اِک سال تک وہ صبر کریں اور اُسکے بعد
اک دوسرے کو دونو وہ کر کے وہیں سلام
گٹھ جائے مرد بیوہ سے کرتا رہے نیوگ
عورت کرے نیوگ کسی اور مرد سے
با آنکہ حاملہ ہے وہ عورت مگر نیوگ
بیٹے جنے گی دو جو ہوا حمل[1] حمل پر

صحبت پھر اُس سے کرنا روا مطلقا نہیں
از روئے وید پاک یہ ہرگز روا نہیں
صبر اور ضبط اُن میں اگر کچھ رہا نہیں
جا کر کریں نیوگ۔ کریں کچھ وفا نہیں
جب تک کہ ہووے اچھی طرح حاملہ نہیں
اپنے پتی سے تو اُسے صحبت روا نہیں
جا کر اگر کرائے تو یہہ کچھ روا نہیں
یہ وید وِدیا ہے شک اس میں ذرا نہیں

حوالہ

پرشن۔ جب ایک وواہ ہوگا۔ ایک پرش کو ایک استری اور ایک استری کو

سوال۔ جب ایک شادی ہوگی ایک مرد کو ایک عورت اور ایک عورت کو

ایک پُرش رہے گا تب استری گربھ وتی استر روگنی اتھوا پرش دیرگھ روگی ہو۔ اور دونو

ایک مرد میسر آئیگا۔ اُسوقت اگر عورت حاملہ یا بیمار ہو اور دونو

کی یُواوستھا ہو رہا نہ جاوے۔ تو پھر کیا کریں +

کی عمر جوان ہو رہا نہ جائے تو پھر کیا کریں۔

اُتّر۔ اُس کا پرتیواتّر نیوگ وشی میں دے چکے ہیں۔ اور گربھ وتی استری سے ایک

جواب۔ اُس کا جواب نیوگ میں گذرا اور اگر حاملہ عورت سے ایک

برس سماگم نہ کرنے کے سمے میں پرش وا استری سے رہا نہ جائے۔ تو کسی سے

سال تک صحبت نہ کرنے کی حالت میں مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو کسی سے

نیوگ کر کے اُس کے لئے پُتر اُتپن کر دے +

نیوگ کر کے اولاد جن لیں۔

[1] اگر حمل پر حمل ہوگیا۔ تو دو بیٹے جنے گی۔ یہ وید وِدیا ہے !!

حوالہ

وواہت استری جو وواہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش میں گیا ہو۔ تو آٹھ برس وویا اور

منکوحہ عورت اگر اُس کا شوہر دھرم سیکھنے کی خاطر سفر میں گیا ہو تو آٹھ برس علم وفن

کیرتی کے لئے گیا ہو۔ تو چھ اور دھن ادی کامنا کے لئے گیا ہو تو تین برش تک باٹ دیکھی

حاصل کرنے کے لئے گیا ہو تو چھ سال روپیہ کمانے کے لئے گیا ہو تو تین سال تک انتظار کرے

پشچات نیوگ کر کے سنتان اُتپتی کرے۔ جب وواہت پتی آوے۔ تب نیوگت پتی چھوٹ جاوی

اس مدت تک خاوند نہ رہے تو اولاد کی خاطر نیوگ کرے جب شوہر سفر سے آئے۔ تب نیوگی سے تعلق کٹ جائے۔

آریہ مسافر کا حکم

ہے پُرش استری کا جو پردیس میں گیا　　ایسا نہیں کہ لگتا کچھ اُس کا پتا نہیں

ہر روز اُس کی ڈاک میں آتی ہیں چھپیاں　　پردیس میں اُسے وہاں رہنا سدا نہیں

تحفے بھی بھیجتا ہے وہ اور نامہ و پیام　　سب کو پتا ہے اُس کا وہ گم ہو گیا نہیں

عورت کو اُس کی حکم ہے یہ وید پاک کا　　اُس کے لئے ضرورت صدق و وفا نہیں

یہ بھی نہیں ضرور چلی جائے خصم پاس　　ہر چند اُس کو جانے میں دقت ذرا نہیں

پیسہ بھی ہے روپیہ بھی ہے امن راہ بھی　　جانا پتی کے پاس ضروری رہا نہیں

کچھ عرصہ کر کے اپنے پتی کا وہ انتظار　　کر لے نیوگ اُس کو گناہ اور خطا نہیں

اولاد کے لئے اُسے کرنا ہے یہ روا　　ہے وید کا نیوگ یہ فعل زنا نہیں

جو استری جہاں میں کراتی نیوگ ہے　　ایسا جہاں میں اور کوئی پارسا نہیں

بی بی تمیز[1] کا ہے وضو یہ نیوگ تو　　ہرگز کسی پلیدی سے جو ٹوٹتا نہیں

[1] بی بی تمیز کی کہانی مشہور ہے وہ بڑی زانیہ عورت تھی اور ظاہر میں بڑی پرہیزگار۔ جو شخص اسکی پرہیزگاری کا شہرہ سنکر اسکی خدمت میں حاضر ہوتا تو گھنٹوں تک سجدہ میں پڑی رہتی اور یوں اسکا کام رات دن بدکاری تھا اور وضو بھی نہ کرتی اسی حالت میں سجدے کرتی نماز پڑھتی۔ ایک مسخرے نے اُس کی حالت سنکر یہ شعر پڑھا ہے سدِ اسکندر ہی کیا تیرا وضو + پاک اک پتھر ہے کیا تیرا وضو + جو کسی شے سے نہیں ہے ٹوٹتا + نہ پلیدی کا اثر ہوتا ذرا + نوٹ سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوؤں کی وہ پاکدامن اور صادق باطن اور وفادار عورتیں جو ابھی کل کلاں اپنے پیارے خاوندوں کے ساتھ ستی ہو کر پروانہ وار قربان ہو جایا کرتی تھیں اور زمانہ اُن کی وفاداری کی اور عصمت کی قسم کھاتا ہے پنڈت دیانند جی نے انکو ایسی بے وفائیوں اور ناپاکیوں کی ہدایت کی +

ہے دھرم سیکھنے کے لئے وہ اگر گیا
عورت کو کچھ ضرور نہیں باوفا رہے
بس آٹھ سال کرکے وہ خاوند کا انتظار
علم اور نام کے ہے لئے وہ اگر گیا
ہے استری کو اس کے اجازت نیوگ کی
ہے جو گیا روپیہ کمانے کے واسطے
وہ تین سال کرکے فقط اُس کا انتظار
اولاد کی وہ آرزو میں بیتیک کرے نیوگ
قیدی[۱] ہوا ہے خصم اگر اتفاق سے
اپنا پتی جو پاس نہیں تو وہ کیا کرے؟
لیکن[۲] جب آئے اپنا پتی اپنے گھر میں تو
لازم ہے اس نیوگی سے فوراً وہ ہو جُدا
جو اُس کی ڈبوئی تھی وہ پوری ہے کر چکا
جو حال ہے نیوگی کا اُسوقت کچھ نہ پوچھ
پڑھتا ہے غم سے مرثیۂ ماتمِ فراق
افسوس میں وہ کرتا ہے ہر وقت ہائے ہائے

سیکھا جو اس نے علم ابھی دین کا نہیں
اُس کے لئے نیوگ کھلا راستہ نہیں
کرلے اگر نیوگ تو یہ ناروا نہیں
پر سال تک جو ختم ہوئی ودّیا نہیں
بیتیک کرائے اس میں گنہ اور خطا نہیں
عورت کو کچھ زیادہ پڑے ٹھیرنا نہیں
کرلے وہیں نیوگ کچھ اس میں خطا نہیں
بدتر زنا سے ہے یہ اگرچہ زنا نہیں
پھر تو نیوگ سے اُسے چارہ ذرا نہیں
ترسانا اپنے جی کو تو ہرگز بھلا نہیں
ٹھہرائے اُس نیوگی کو پھر مطلقاً نہیں
خاوند ہے اپنا جاننا اُس کو روا نہیں
کام استری پرائی سے اب کچھ رہا نہیں
نقشہ کسی سے اُس کا تو جاتا کھچا نہیں
اور لطفِ زندگی اُسے مطلق رہا نہیں
مارے الم کے ہوش بھی اُس کے بجا نہیں

نیوگی کا مرثیہ۔ ماتمِ فراق میں[۳]

اے میری جان اب ہوئی تجھ سے مفارقت
اب ہوگا میرے پاس تو آنا تیرا نہیں

۱ہ اگر خاوند آٹھ دس برس کے لئے قید ہو گیا ہے پھر تو عورت کو بدرجہ اولیٰ نیوگ کرنیکا استحقاق حاصل ہے اب تو خاوند سے ملنا بھی غیر ممکن ہے صدق و وفا کی کوئی ضرورت نہیں بڑی خوشی سے نیوگ کرائے اور اولاد جنائے ۲ہ میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ نیوگی اپنے دلربا کو چھوڑیگا کیونکر۔ اور ایسے محبوب سے منہ موڑے گا کیونکر؟ عورت بھی ایسے نیوگی کو یکلخت کیونکر چھوڑ دے گی۔ مدتوں سے اُن کا دل ملا ہوا تھا۔ یکلخت ایسی جدائی گتھم گتھا اور لڑائی کا باعث نہ ہوگی ۳ہ یہ مرثئے فرضی ہیں۔ لیکن نیوگی اور نیوگن کی دلی حالت کا فوٹو کھینچتے ہیں۔ یقیناً نیوگی اور نیوگن کا حال ایسا ہی مگر اس سے بھی بدتر ہو سکتا ہے جبکہ اُس عورت کا خاوند دہلیز پر پاؤں دھرے گا نیوگی کا رقیب آگیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ماتم ہو سکتا ہے ÷

گھایل تھا میں سدا تیری تیر نگاہ کا
ہے ہے میری پیاری تیرا خصم آگیا
ہے ہے سفر سے زندہ ہی وہ آگیا ہے آج
کس واسطے فلک نے نہ میری سنی دعا
غم کا پہاڑ آج ہے مجھ پر وہ آگرا
دنیا اندھیر ہو گئی اب میری آنکھ میں
امید بے وفائی نہ تھی تجھ سے مہ جبین!
کہتی تھی تم سے ملتی رہوں گی میں عمر بھر
تم نے کہا تھا دوں گی میں اپنے پتی کو زہر
وعدے کہاں گئے وہ سبھی میری پیاری جان
تن سوزش فراق سے ہے جل رہا میرا
افسوس!! تیرا وہ رخ انور کہاں گیا
ہر ایک لب تھا آبحیات اے مسیح دم
اس کشتۂ فراق کو اے قاتل جہاں!
مانا کہ محب کو ملتی ہے اب وصل کی سزا
کانٹا ہوا بدن ہے میرا غم میں سوکھ کر
کب تک غم فراق کے صدمے سہا کروں
اپنے پتی سے اب تو مزے لوٹتی ہے ہائے
آنکھوں سے اپنے دیکھ رہا ہوں رقیب کو
میرے مرض کا تیرے ہی ہاتھوں میں ہے علاج
شربت مجھے ملا نہ اگر تیرے وصل کا
آنکھیں تیری ہرن سی جو آتی نہیں نظر

سودائی اب ہوں ہوش ہے میں بجا نہیں
غم سے تو مجھ کو دنیا میں کچھ سوجھتا نہیں
افسوس وہ جہاں سے سفر کر گیا نہیں
افسوس وہ سفر میں ہی کیوں مر گیا نہیں
ایسا تو کوہ کن پہ کبھی تھا گرا نہیں
مارے الم کے مجھ کو تو کچھ سوجھتا نہیں
افسوس تم نے کی ہے وفا مطلقاً نہیں
اس کا خیال تم کو تو مطلق رہا نہیں
اب تک بھی زہر تم نے تو اس کو دیا نہیں
تم نے تو ایک وعدہ بھی پورا کیا نہیں
ٹھنڈا جگر تو وصل سے اب تک ہوا نہیں
جس کے بغیر اب مجھے کچھ سوجھتا نہیں
عیسیٰ وہ میرے واسطے اب تک بنا نہیں
اتنا غم فراق میں آخر رلا نہیں
اتنا تو چاہئے تجھے جور و جفا نہیں
مجنوں کا ایسا حال کبھی تھا ہوا نہیں
اس سے زیادہ مجھ میں رہا حوصلہ نہیں
عورت سا کوئی دیکھا گیا بے وفا نہیں
دکھ اور کوئی اس سے جہاں میں بڑا نہیں
تیرے بغیر مجھ کو تو ہوگی شفا نہیں
بچنا مرا محال ہے اس میں خطا نہیں
وحشی ہوا ہوں انس کسی سے رہا نہیں

[1] یہ ذکر بھی اگرچہ فرضی ہے۔ لیکن کچھ شبہ نہیں ہے کہ ایسی حالتوں میں ایسے وقوعات بھی ضرور واقعہ ہوں گے۔ زہر خورانی کے وعدوں اور واقعات کا پیدا ہونا ایسی حالت میں ایک معمولی بات ہے۔ ستی کی طرح جب تک گورنمنٹ نیوگ کو حکماً بند کرے گی۔ ایسے واقعات کا وقوع میں آنا کبھی رک نہیں سکے گا +

تیرا جو ناک مثلِ الف دیکھتا نہیں
گھوڑا میرے بدن کا الف ہوگیا نہیں

تیری کمر جو آتی نہیں ہے مجھے نظر
مرگھٹ میں جا نہ کیوں میں کمربستہ کیا نہیں؟

تیرے دہن کا نقطۂ موہوم ہے کہاں؟
ذرہ مثال میرا بدن ہو گیا نہیں

چاہِ ذقن جو ہوگیا غائب وہ آنکھ سے
چاہِ الم میں ڈوبا یہ عاشق تیرا نہیں؟

مجھ سے جدا جو بدر سا چہرہ تیرا ہوا
مثلِ ہلالِ غم سے میں کیا جھک گیا نہیں

رفتار تیری اب ہے کہاں وہ چکور سی
اس غم میں مجھ سے جاتا قدم بھی چلا نہیں

تیری لٹکتی زلف جو آتی نہیں نظر
کیا پاؤں میرا گور میں لٹکا ہوا نہیں؟

اے میری پیاری ماہ جبیں کیا بیاں کروں
اس وقت یہ جو حال ہے کیا اور کیا نہیں.

وہ آفتاب سا تیرا چہرہ جو چھپ گیا
اندھیرا میری آنکھوں میں کیا آگیا نہیں

یہ صدمۂ فراق ہے کہ دل میں میری جاں
ظالم تو تم سا کوئی بھی دیکھا گیا نہیں

ہر روز دیکھتا ہوں لبِ بام تم کو میں
افسوس! چاند مجھ کو نظر آتا نہیں

ایشر کی ہوگی کرپا اگر مجھ غریب پر
محروم وصل سے میں رہونگا سدا نہیں

یارب سبب بنا کہ پتی میری جان کا
جلدی سفر کو آئے وہ پھر مطلق نہیں؟

پرمیشرا! تو رحم کر اس خاکسار پر
سنتا کوئی پکار کو تیرے سوا نہیں

نیوگن کا نوحہ [۱]

اے میری پیارے حالِ الم مجھ سے کچھ نہ پوچھ
میرا ہے حال وہ کہ کسی کا ہوا نہیں؟

پاگل ہوں اور فراق میں زار و نزار ہوں
مجھکو غمِ فراق میں کیا ہو گیا نہیں؟

دستک یونہی کہ دی ہے میرے اس خصم جان نے
دھکا لگا وہ دل پہ کہ سکتی بتا نہیں؟

آرام اور قرار نہیں میرے جی کو کچھ
کیا میرا حال تجھ سے بھی بدتر ہوا نہیں؟

ہوں میں غمِ جدائی میں بیمار رات دن
ہر گز رہے ہیں ہوش بھی میری بجا نہیں

حاصل نہیں ہوئی کوئی برکت نیوگ کی
اور جلد آگیا ہے وہ ٹھہرا رہا نہیں.

لگتا نہیں ذرا مرا دل اب پتی کے پاس
گو تجھ کو اعتبار تو ہوگا ذرا نہیں؟

[۱] یہ نوحہ بھی نیوگن کی دلی حالت کی عکسی تصویر ہے۔ ایسی ایسی حالتوں میں اسکے دلی جذبات اس سے بدتر ہو سکتے ہیں۔ اور ہزارہا فتوحات و مقدمات جدیدہ کا باعث۔

میں ایک دم بھی رہنا نہیں چاہتی یہاں — پر اس میں اختیار میرا مطلقاً نہیں
بے تم ہیں ہے پتی میرا۔ جلدی ہی آگیا — مجھ لطف وصل کا تو اٹھانے دیا نہیں
جلدی سفر سے آگیا وہ دشمن وصال — افسوس وہ سفر میں سفر کر گیا نہیں
ہے حال سن چکا وہ جو میرے نیوگ کا — باہر نکلنے دیتا مجھے اب ذرا نہیں
وہ مار ہی تو ڈالے گا بس تجھکو جان سے — تو بار بار کوچہ میں میرے اب آ نہیں
آتی ہوں عنقریب تیرے پاس میری جان! — ہوں انتظار میں ابھی باہر گیا نہیں
دل میں میرے تو بس رہا ہے تو ہی رات دن — دل میں میرے تو کوئی بھی تیرے سوا نہیں
ای میرے پیارے وعدے وہ بھولے نہیں مجھے — وعدوں کا ہے خیال شک اس میں ذرا نہیں
ای کاش زہر سے میں کروں خصم کو ہلاک — پر موقعہ مجھے کوئی ملتا ذرا نہیں
پیتی ہوں رات دن میں یہاں گھونٹ زہر کے — شربت جو وصل کا تیرے مجھکو ملا نہیں
تیرے بغیر کل نہ پڑے میری جان کو — کیا لطف زندگی ہے جو پاس آشنا نہیں
تو ہے پھنسا ہوا جو میرے دام زلف میں — گر دل سے چاہے اسکو کہیں بھی رہا نہیں
میری ہرن سی آنکھ پہ عاشق اگر ہے تو — تجھ سے ہرن ہوں میں بھی ہوئی مطلقاً نہیں
میرے چہ ذقن میں جو ڈوبا ہوا ہے تو — بدلے غم سے میں بھی تو باہر ذرا نہیں
اب سبب ابھا کہ نیوگی ملے شتاب — جس کے بغیر لگتا ذرا جی میرا نہیں

مرد کے لئے رول (قطعہ)

بیوی اگر ہو بانجھ کسی نیک مرد کی — ارمان نکلا دل سے جو اولاد کا نہیں
وہ انتظار کرے فقط آٹھ سال تک — کر لے اگر نیوگ تو یہ ناروا نہیں
مرجاتی ہو کسی کی جو اولاد خورد سال — دس سال گذرے اور کوئی بھی جیا نہیں
کر لے نیوگ جلد کسی اور بیوہ سے — یہ کام اس کے واسطے ہرگز برا نہیں
ہوتی ہیں استری کے سد لڑکیاں اگر — گیارہ برس ہوئے کوئی بیٹا ہوا نہیں
ہے اُن کے واسطے یہی فتوائے وید پاک — کر لے نیوگ اور وہ جھینپے ذرا نہیں؟
دنگہ فساد کرتی ہو عورت اگر کوئی — ہر روز کا بکھیڑا تو ہرگز بھلا نہیں؟

اُس کو نہ چھوڑے اور نہ ثانی کرے نکاح[۱] — جائز نکاح وید میں تو دوسرا نہیں
لیکن وہیں نیوگ کرے مرد خوش خصال — گھر جائے اور بیوہ سے اس میں خطا نہیں؟
سب حالتوں میں وید نے رستہ بتا دیا — الحق کہ وید سا تو کوئی رہنما نہیں؟
سب پوری ہو دیں وید سے انساں کی حاجتیں — لاریب وید سا کوئی حاجت روا نہیں

کس کس برن کا نیوگ کس کس برن میں ہو

عورت کرے نیوگ سدا اپنے برن میں — نطفہ جو ادنے برن کا لیوے روا نہیں
افضل اگر ہو برن تو افضل ہے اور بھی — یہ وید کا ہے حکم کچھ اس میں خطا نہیں
عورت ہو ویش کی تو وہ تینوں سے کر سکے — ہو چھتری تو ویش کے سے ہرگز روا نہیں
وہ صرف چھتری و برہمن سے کر سکے — کر سکتی وہ کسی سے بھی اِن کے سوا نہیں
اور ہو برہمنی تو برہمن سے کر سکے — ویش اور چھتری سے کرے مطلقاً نہیں
حاصل یہ ہے کہ نطفہ نہ ہو نچلے برن کا — اونچے ہو برن کا تو یہ ہرگز خطا نہیں

ویدی خدا کا نیاؤ

ہیں برکتیں نیوگ کی مخصوص ہو گئیں — حصہ خدا نے سارے جہاں کو دیا نہیں
ویش اور چھتری و برہمن ہی کر سکیں — ان کے سوا کسی کو یہ ہرگز روا نہیں؟
ہے شودروں کے واسطے بالکل یہ ناروا — سکتے اُٹھا کمینے یہ ہرگز مزا نہیں
سارے جہاں کے واسطے آیا اگرچہ وید — اُس کو کسی کی خاص رعایت ذرا نہیں
لیکن نیوگ میں تو بڑا کر دیا ستم — حکم نیوگ سارے جہاں کو دیا نہیں
شودر کریں نہ اس کو مگر اور سب کریں — حق کو تو یہ رعایت بے جا روا نہیں؟
کیا شودروں نے کرم جہاں میں کئے بُرے — حق نے جو اُن کو لطف اٹھانے دیا نہیں
یہ لوگ تینوں قوموں سے اچھے رہے مگر — اس واسطے کہ کرتے یہ فعل زنا نہیں

۱ قرآن شریف میں اس کے برخلاف حالت نشوز و اختلافات میں بکمال صبر و تحمل - حلم و سکون کا حکم ہے - اور آخری علاج قانون قدرت کے موافق طلاق ہے +

بے انصافی

مرد اپنے واسطے جو کسی سے کرے نیوگ — اولاد کوئی لے گا پھر اُس کے سوا نہیں

لیکن نہیں ہے مرد کو تکلیف دی گئی — اسباب سے تو اُس کو تعلق ذرا نہیں

اولاد جو کہ اُس کے لئے استری جنے — پالے وہ اُسکو اور رہو اُس سے جدا نہیں

اُس کو نہیں ضرور کرے اُس کی پرورش — پالے گا اُس کو کوئی بھی زن کے سوا نہیں

جائز نہیں ہے خصم جو اُس کا نیوگی — کچھ بوجھ اُس پہ حق نے بھی ہرگز رکھا نہیں

دنیا میں ہے فقط نیوگی فقط ایک تخم ریز — فرض اُس پہ کچھ بھی بچوں کا ہے پالنا نہیں

آریوں کے ہتھکنڈے

بے طرح کرنے لگتے ہیں اسلام پر وہ چوٹ — دے سکتے کوئی جبکہ جواب آریہ نہیں

کہتے ہیں دیتی زن کو مسلماں بھی ہیں طلاق — غیرت سے کام وہ بھی تو لیتے ذرا نہیں

عورت وہ اپنی ہوتی ہے پر پاس غیر کے — بعد از طلاق سوتی ہے اس میں خطا نہیں

اے آریو! ذرا تو کرو شرم اور حیا — تم سا تو کوئی دیکھا گیا بے حیا نہیں؟

نسبت نہیں نیوگ کو ہرگز طلاق سے — ثانی نکاح زن کبھی ہوتا زنا نہیں

عورت کو جب طلاق ہے دی ایک شخص نے — اب اُس سے اُس کا کچھ بھی تعلق رہا نہیں

عدت کے بعد کرتی ہے وہ دوسرا نکاح — فطرت کے رو سے کام یہ ہرگز برا نہیں

تھی اُس کے پہلے خصم سے بس ناموافقت — باہم نباہ اُن کا ذرا ہو سکا نہیں

صحبت سے اُس کی تھی وہ نفور اور ناصبور — وہ شکل دیکھنے کا روادار تھا نہیں

ناسازش اُن کی ہو جو گئی اتفاق سے — باہم ملاپ کا کوئی رستہ رہا نہیں

فطرت کے رو سے چاہیے دونوں میں اب فراق — کیسے وہ مل سکیں جو دل اُن کا ملا نہیں

آخر کو مرد دیتا ہے عورت کو الطلاق — ہوتی وہ اک طلاق میں ہی پھر جدا نہیں

ف اس لئے لعنت ہے اُن معترضوں پر جو نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے صریحاً منہ بنا لیتے ہیں۔ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ طلاق کو نیوگ سے نسبت ہی کیا ہے۔ طلاق میں ایک انسان اپنے عضو کو جو بالکل سڑ گیا ہو اور اُس کا صحت سے گل جانا ہی اچھا ہو کاٹ دیتا ہے اور نیوگ میں انسان اپنی ایک جیتی جاگتی نہایت لطیف نفیس عضو کو ہی کتوں یا سوروں کے آگے ڈال دیتا ہے پس طلاق کو نیوگ سے نسبت ہی کیا ہے۔

عدت میں بیٹھتی ہے وہ پھر بین حیض تک — منہ بھی تو دیکھ سکتی کسی مرد کا نہیں
عدت میں ہے بہت ہی بڑی حکمت خدا — شاید کہ اب بھی ہو دیں وہ باہم جدا نہیں
پچھتا کے پھر کریں وہ بہم صلح و اتفاق — اور اُن میں وہ نفاق رہے مطلقاً نہیں
عورت کو جبکہ آتا ہے پھر حیض دوسرا — منشا جو اُس کو رکھنے کا ابتک ہوا نہیں
دیتا ہے پھر طلاق اُسے دوسری وہ مرد — چاہے تو اب بھی وہ کرے اُسکو جُدا نہیں
لیکن وہ پھر طلاق جو دی اُس کو تیسری — رکھ سکتا پھر نکاح بن اُسے مطلقاً نہیں
ہو جاتا اب تو دونوں ہے دائمی فراق — مُنہ دیکھ سکتا ایک کا پھر دوسرا نہیں
عورت پرائی ہو گئی اور مل گئی طلاق — اب اک کو دوسرے سے تعلق رہا نہیں
عورت کو اختیار ہے کُلّی نکاح کا — کچھ اختیار اب تو رہا مرد کا نہیں

لہ اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔ ان اللہ کان علیما کبیرا فان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یرید اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا۔ ترجمہ اور جن عورتوں کی سرکشی اور نافرمانی سے تم ڈرتے ہو تو اُن کو پہلے سمجھاؤ پھر خوابگاہوں میں اُن سے جدا رہو۔ پھر اُن کو مار کر تنبیہ کرو۔ سو اگر تمہاری فرمانبردار ہو جاویں تو تم بھی کوئی الزام کی راہ اور طلاق کا حیلہ نہ ڈھونڈو اور بے پروائی نہ جتلاؤ۔ کیونکہ بزرگ و بلند تو اللہ ہی ہے بلکہ عورتوں سے حُسن سلوک اور تواضع برتو۔ پھر اگر اے لوگو تم کو میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہے تو ایک منصف میاں کی طرف سے مقرر کرو۔ ایک بیوی کی طرف سے۔ اگر منصف اصلاح کی کوشش کرینگے تو خدا توفیق دیدیگا پھر فرماتا ہے للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر فان فاؤ فان اللہ غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء۔ الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن۔ واتقوا اللہ ربکم۔ لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او فارقوھن بمعروف ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ذلک امر اللہ انزلہ الیکم ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم

چاہے جہاں وہ جا کے کرے دوسرا نکاح　　اب پہلے خصم سے تو تعلق ذرا نہیں؟
شوہر جو اُس نے مرضی سے اب جا کے کر لیا　　ہے اُس کا اختیار اسے چھوڑے یا نہیں
ترغیب چھوڑنے کی جو دے اُسکو پہلا خصم　　شرعِ محمدی میں یہ ہرگز روا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۴۴) الیٰ اجراً۔ ترجمہ جو لوگ اپنی بیویوں سے جدا ہونے کے لئے قسم کھالیں وہ طلاق دینے میں جلدی نہ کریں بلکہ چار مہینے کا انتظار کریں۔ سو اگر وہ اس عرصہ میں اپنے ارادہ سے باز آجائیں تو خدا کو غفور رحیم پائیں (یا مضے کی زیادتیوں کو معاف کردے گا۔ مرد کی طرف سے ہوں یا عورت کی طرف سے) اور اگر طلاق دینے پر پکا ارادہ کر لیں تو سن رکھیں۔ تو خدا سمیع و علیم ہے (اگر ناحق طلاق دی گئی ہوگی تو عورت کی بددعا سنکر مرد سے بازپرس کرے گا) اور چاہئے کہ جن عورتوں کو طلاق دی گئی۔ وہ رجوع کی اُمید کے لئے تین حیض تک انتظار کریں اور ان تین حیض میں جو قریباً تین مہینے ہیں دو دفعہ طلاق ہوگی یعنی ہر ایک حیض کے بعد حالت طہر میں خاوند عورت کو طلاق دے۔ حالت حیض میں نہ دے کہ وہ عورت سے نفرت کا وقت ہے (طہر کا انتظار کرنا چاہئے شاید موافقت ہوجائے) اور جب تیسرا مہینہ آوے تو خاوند کو آگاہ ہوجانا چاہئے کہ اب یا تو طلاق سے رُک جائے اور عورت کو حسن معاشرت کے ساتھ اپنے گھر آباد کرے۔ یا احسان اور حسن سلوک کے ساتھ ہمیشہ کے لئے عورت کو چھوڑ دے۔ اور اگر تیسری طلاق جو تیسرے حیض کے بعد ہوتی ہے دیدے۔ تو اب یہ عورت اُس کی نہیں رہی۔ دائمی جدائی ہوگی تاوقتیکہ وہ دوسرا خاوند نہ کرے اور وہ اپنی مرضی سے چھوڑ نہ دے (ایسے شخص کی سزا یہی ہے جو باوجود مذکورہ بالا انتظاروں اور موقعہ ملنے کے نہ سمجھے) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی مدت مقررہ گذر جائے (تین حیض کے بعد تین طلاقیں ہوچکیں۔ عدت بھی گذر جائے) تو وہ عورتیں تمہاری نہیں رہیں۔ اُن کو خاوند کرنے سے مت روکو اور خدا سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اور اُن کو عدت کے دنوں میں گھر سے نہ نکالو اور نہ خود نکلیں (مصالحت و اتفاق کے لئے ایک موقعہ ہے) مگر یہ کہ اُن سے کوئی علانیہ بدکاری ظاہر ہو۔ اور جب اُن کی مدت عدت گذر جائے تو مانو اُن کو خوش سلوکی کے ساتھ رکھو یا احسان کے ساتھ چھوڑ دو اور تم کو یہ جائز نہیں ہے۔ کہ جو مال طلاق سے پہلے عورت کو دیا تھا وہ لے لو۔ اور جو کوئی تم میں سے خدا سے ڈرے گا (اور طلاق دینے میں جلدی نہیں کرے گا۔ تو خدا اُسکو مشکلات سے رہائی دیگا۔ اور اُس کو وہاں سے روزی دے گا۔ جہاں سے اُسکو معلوم تک نہیں ہوگا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو تم پر اُس نے نازل فرمایا۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا خدا اُس کے گناہ معاف کردے گا اور اُس کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا +

کہتے ہیں جس کو لوگ حلالہ[1] حرام ہے
عورت روا نہیں یہ کبھی پہلے خصم کو
مرضی سے اپنی چھوڑے اگر دوسرا یہ مرد
عورت ہے تب روا یہ اسی پہلے خصم کو
کرنا مگر ہے ایسا ہی اس[2] جہان میں
ملتی سزا ہے مرد کو۔ یہ اس طلاق کی

اس سے تو کوئی بڑھ کے گناہ اور خطا نہیں؟
جب تک کہ ہو چکے انہیں کافی سزا نہیں
اور اُس سے اسکا کچھ بھی رہے مدعا نہیں
اس شرط پہ کہ ہوویں وہ پھر بے وفا نہیں
جس میں کہ کچھ بھی غیرت و شرم و حیا نہیں
اُس نے جو کام سوچ کے پہلے کیا نہیں

جان ملٹن صاحب[3] کی تقریر کہ عورت کو ناموافقت میں طلاق دینا عین حکمت ہے

تکلیف کا سبب ہو اگر کوئی استری
دن رات تنگ کرتی ہے وہ اپنے مرد کو
آپس میں ہو گئی ہے بڑی ناموافقت

سکھ جس سے مرد کو کوئی دکھ کے سوا نہیں
اور چین لینے دیتی اُسے مطلقاً نہیں؟
اک دوسرے کو دیکھنے تک چاہتا نہیں

[1] حلالہ مشہور جس میں مطلقہ بہ طلاق ثلاثہ کے لئے یہ حیلہ کیا جاتا ہے کہ ایک رات کے لئے کسی حافظ وغیرہ سے نکاح پڑھوا کر صبح صبح طلاق دلائی جاتی ہے قطعی حرام ہے اور آنحضرت[2] نے ایسا کرنیوالوں پر لعنت فرمائی ہے سزا کا کامل تو یہی ہے کہ جبتک دوسرا النکاح کرنیوالا اپنی مرضی سے اس عورت کو نہ چھوڑے پہلے کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ [2] یہ ایک بھاری غیرت اور تنبیہ ہے طلاق سے بچنے کے لئے کوئی بڑا ہی بے غیرت ہوتا ہے جو اس سزا کو روا رکھے بجز اُس شخص کے جس نے اس عورت سے دائمی جدائی کی ٹھان لی ہے [3] جان ملٹن صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت ہماری مصیبت کا باعث ہو تو ہمکو کیونکر خیال کرنا چاہئے کہ خدا ہمسے ایسی عورت کے طلاق دینے سے ناخوش ہوگا۔ میں دل کی سختی کو اُس شخص سے منسوب کرتا ہوں جو اس عورت کو اپنے پاس رہنے دے نہ اس شخص سے جو اُس کو ایسی صورتوں میں اپنے گھر سے نکال دیں۔ ناموافقت سے عورت کو رکھنا ایسی سختی ہے۔ جس میں طلاق سے زیادہ بے رحمی ہے۔ طلاق ایک حقیقت ہے جو بدتر مصیبت کے عوض اختیار کی جاتی ہے۔ تمام معاہدے بدعہدی سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ پھر اس پہ کونسی دلیل ہے۔ کہ نکاح کا معاہدہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور کیا وجہ کہ نکاح کی حیثیت تمام معاہدوں سے مختلف ہے۔ عیسیٰ نے بلا شرط طلاق کی ممانعت کی مگر تو اجازت تو دیدی نکاح ملاپ کیلئے ہے اس لئے نہ بہ کہ ہم دائمی تردد اور نزاع کے باعث پریشان خاطر رہیں ٭

کیونکر کریں خیال جو مرد اُس کو چھوڑ دے | جس کے بغیر چھوٹتی اُس سے بلا نہیں؟
ناراض ہووے اُس سے خداوند کبریا | بڑھ کر حکیم جس سے کوئی دوسرا نہیں
حکمت سے خالی ہوتا نہ فعل حکیم ہے | سمجھو کہ پھر طلاق کا دینا بُرا نہیں
بیشک وہ سنگدل ہے بڑا اور سخت گیر | اس ناموافقت میں جو ہوتا جُدا نہیں
وہ سنگ دل نہیں جو کہ اس تنگ حال میں | عورت کو رہنے دیتا سدا ابتلا نہیں
عورت کو اپنے کرتا ہے وہ بند سے رہا | رکھنا روا وہ آگے کو جور و جفا نہیں
عورت کو تنگ حال میں رکھنا بڑا ہے ظلم | کیوں ناموافقت میں اُسے چھوڑتا نہیں
رکھے مخالفت میں جو پاس اپنے استری | جس میں کہ زندگی کا کسی کو مزا نہیں
بے رحمی اس میں بڑھ کے کہیں ہے طلاق سے | اس سے طلاق دینا بھلا ہے بُرا نہیں
بے شک طلاق ایک مصیبت عظیم ہے | پر تنگ حال رکھنے سے بڑھ کر ذرا نہیں
بے رحم و سنگ دل ہے نہ دیوے اگر طلاق | عورت کو تنگ حال تو رکھنا روا نہیں
بدعہدی میں تو ٹوٹتے ہیں سب معاہدے | کیوں پھر بھلا معاہدہ یہ ٹوٹتا نہیں
عیسیٰ نے گو طلاق میں کی ہے زنا کی شرط | بالکل ہی اُس کو رکھا مگر ناروا نہیں
عورت کو چھوڑنا ہے زنا سے اگر روا | پھر پھوٹ میں بھی چھوڑنا اُس کو خطا نہیں
ہے ناموافقت میں یہ نیچر کا اقتضا | گردن میں ڈال رکھیں یہ پھندا سدا نہیں
لازم یہی ہے پھوٹ میں دیدیں اسے طلاق | اس کے سوا تو عقل کا کچھ اقتضا نہیں؟
اپنے واسطے ملاپ کے حق نے رکھا نکاح | تنگی کے واسطے تو خدا نے رکھا نہیں
دونوں میں اتفاق ہوا تو نکاح ہے | بڑھ کر کوئی بھی اس سے وگرنہ بلا نہیں
جائز ہے عقل و نقل سے دینا طلاق کا | نادان اور ضدی ہے جو مانتا نہیں

طلاق[1] اور نیوگ کی مثال

ہرگز نہیں طلاق کو نسبت نیوگ سے | کچھ بھی بُرا طلاق کا ہے مسئلہ نہیں؟

[1] طلاق میں انسان ایک سڑے گندے عضو کو اپنے بدن سے کاٹ کر الگ کرتا ہے اور نیوگ میں اپنے سفید اور پاک کپڑوں پر داغ لگاتا ہے۔ شنان ببنخامہ

عورت کوئی ہے زانیہ یا سخت بدخصال
شوہر کو اُس کے رکھنے میں کچھ بھی مزا نہیں

دیوے نہ گر طلاق وہ زن کو کیا کرے؟
اُس کے سوا علاج کوئی دوسرا نہیں

فطرت کے رو سے عین مناسب ہے طلاق
چارہ ہی بعض وقتوں میں اسکے سوا نہیں

لیکن نیوگ صاف ہے فطرت کے برخلاف
بدتر زنا سے ہے یہ اگرچہ زنا نہیں

غیرت جو رکھی ہوئی ہے فطرت نے مرد میں
رکھ سکتی وہ نیوگ کو ہرگز روا نہیں

جی چاہتا ہے کس کا کہ وہ اپنی استری
ہم بستری کو دیدے کرے کچھ حیا نہیں

خود رکھ کے ہاتھ ہاتھ پہ بیٹھا رہے الگ
اور غیر مرد کرتا ہو کیا اور کیا نہیں

بیٹھا ہوا ہے آپ تو شہوت کے جوش میں
عورت کرائے وہ جو کہ ہرگز روا نہیں

انصاف خود کرو ذرا اس وقت آریو!
فطرت کے برخلاف یہ سب کام کیا نہیں

غیروں کے پاس جو کہ سُلاتا ہے استری
دُنیا میں اُس سے کوئی بڑا بے حیا نہیں؟

دیّوث و قلتباں ہے وہ نامرد ہیجڑا
انسان اُس کو کہنا تو ہرگز روا نہیں

ہے ٹھیک یہ مثال نیوگ و طلاق کی
اے آریو! سنو کہ شک اس میں ذرا نہیں؟

اِک عضو جو کہ باعث ایذائے مرد ہے
جس سے نصیب درد و الم کے سوا نہیں

ہے کاٹ دیتا مرد بس اُسکو طلاق میں
تکلیف اُس سے آگے کو رہتی ذرا نہیں

اور آدمی نیوگ میں اپنی غذا لطیف
کُتوں کے آگے پھینکے ہے اس میں خطا نہیں

یا اپنے سُچّے موتی وہ سوروں کو ڈال دے
پاؤں میں روندیں اور وہ رکھیں بچا نہیں

توبہ کرو نیوگ سے اے آریو! شتاب
اِس سے تو کوئی فعل بُرا دوسرا نہیں

قایل وہی نیوگ کا ہے اس جہان میں
جس میں ذرا بھی غیرت شرم و حیا نہیں

عبرت

دیتے نہیں طلاق زنا میں بھی آریہ!
گر بگڑ استری کا ہو گیا بُرا نہیں

کر سکتے زانیہ کو بھی ہرگز نہیں طلاق
ان میں طلاق دینا جو مطلق روا نہیں

متعہ پر اعتراض

دیتے ہیں آریہ ہمیں الزام متعہ بھی | کہتے ہیں یہ نیوگ کی مانند کیا نہیں؟

لہ متعہ حصہ لینا۔ عرب میں ایک قسم کا نکاح تھا خاص مہر۔ خاص مدت کے لئے۔ جسے نکاح موقت کہنا چاہئے۔ آریہ لوگ متعہ کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں۔ لیکن کوئی منصف مزاج آدمی متعہ کو نیوگ سے مشابہ نہ کہے گا۔ جس میں اپنی منکوحہ عورت عین حالت نکاح میں ایک مسٹنڈے کے ساتھ سلائی جاتی ہے۔ جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بے غیرتی نہیں۔ متعہ میں بیش بریں نیست کہ وہ ایک خاص وقت تک ہوتا ہے۔ مگر ہوتا تو نکاح ہی ہے۔ اس میں عورت کا دوسرا خاوند نہیں ہوتا۔ نہ کوئی بے غیرتی کی بات ہے۔ اضطراراً دستور عرب کے طور پر چند روز کے لئے جاری تھا۔ اکمال دین کے بعد ہمیشہ کے لئے قطعی حرام ٹھیرایا گیا۔ ریفارمر آہستہ آہستہ ملک کے اخلاق کی اصلاح کرتا ہے۔ آخر کار آنحضرت صلعم نے اس کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔ چونکہ تشیع میں متعہ تاحال جائز ہے اس لئے ہم شیعوں ہی کی کتاب سے متعہ کی اصلیت کا حال لکھتے ہیں۔

شیعوں کی کتاب فقہ الرضا میں یہ حدیث مرقوم ہے۔ اعلم یا اخی سئلت الامام علیہ السلام عن المتعۃ الخ ترجمہ راوی کہتا ہے کہ اے بھائی میں نے امام رضاؑ سے پوچھا۔ کہ یا حضرت میری جان آپ پر قربان یہ فرمایئے کہ متعہ کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ کہ روایت کیا ہے آپ کے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا متعہ (نکاح موقت) کو فتح کے دن اور حرام کر دیا خیبر میں۔ اور ممنوع کر دیا اس کو امام نے۔ امام رضاؑ نے کہا۔ سچ فرمایا امیر المومنین (علی رضؓ) نے خدا کی قسم متعہ حرام ہے۔ البتہ اجازت دی گئی تھی شروع میں پھر امام نے فرمایا کہ حضرت صلعم نے متعہ کو روا نہیں رکھا تھا مگر جوانان عرب کے واسطے کہ جو مسافرت میں رسول خداؐ کے ساتھ موجود تھے اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے۔ پس رسولؐ نے اجازت متعہ کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کے واسطے تاکہ حرام سے بچیں۔ لیکن جس شخص نے متعہ کیا اس حالت میں کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لونڈی پر

(حاشیہ در حاشیہ) لے حدیث میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرتؐ سے نکاح موقت کی درخواست کی تھی ان پر ایسی حالت اضطراری طاری تھی۔ کہ وہ خصی ہونے پر آمادہ تھے۔ چونکہ عرب میں متعہ کا عام رواج تھا آنحضرتؐ نے اجتہاداً دستور عرب کے موافق اجازت دیدی۔ پھر جب قرآن شریف میں اس کے جواز کا اشارہ نہ پایا گیا ہمیشہ کے لئے ممنوع کر دیا۔

افسوس آریوں پہ ہزاراں ہزار بار — متعہ کو تو نیوگ سے نسبت ذرا نہیں

مُتعہ تو ہے نکاح موقت مگر نیوگ — ایسا ہے فعل جس سے کوئی بھی بُرا نہیں

مُتعہ زنِ عفیفہ سے کرتا ہے ایک مرد — عورت کا خصم کوئی دوسرا نہیں

لیکن نیوگ میں تو ہوں دو مرد ایک ساتھ — آئیں وہ باری باری کریں کچھ حیا نہیں

اور مُتعہ کی جو رسم ہی اسلام میں نہیں — پھر اس پہ اعتراض تمہارا بجا نہیں

رسمِ عرب پہ جاری رہا تھا یہ چند روز — ختم الرسل کو منع کا کچھ حکم تھا نہیں

جاتے تھے جہاد پہ غازی عرب کے جب — اک عرصہ تک وہ جنگ سے ہوتے جدا نہیں

کرتے تھے چند دن کسی عورت سے واں نکاح — آتے تو خبر طلاق اُنہیں چارہ تھا نہیں

حضرت بھی اک دو جنگ میں یہ حال دیکھکر — ساکت تھے اسلئے اس سے تعرض کیا نہیں

کامل ہوئے جو حکم نکاح و طلاق کے — قرآن میں حکم مُتعہ کا تھا مطلقاً نہیں

خیبر کے روز تب ہوئی کلی ممانعت — اب روز حشر تک اُسے کرنا روا نہیں

اسلام میں مسافر مرد کا حکم

شوہر اگر کسی کا سفر کو چلا گیا — عورت کو ہونا چاہئے بے حوصلہ نہیں

اللہ کے واسطے وہ کرے صبر نفس پر — کارِ ثواب اس سے کوئی دوسرا نہیں

لیکن ہے خصم اُس کا جو مفقود ہو گیا — دنیا میں چلتا اُس کا کہیں بھی پتا نہیں

آتی ہے چھٹی اور نہ ملتی ہے کچھ خبر — ہرگز نہیں پتا کہ وہ جیتا ہے یا نہیں

ہو جائیں پوری گم شدگی پر جو چار سال[1] — اس عرصہ میں پتا اگر اس کا چلا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۰) یا اپنے مکان پر موجود ہو یا کسی شہر میں مقیم ہے پس بیشک اس نے مباح کیا اپنے نفس پر اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اُس کے لئے اللہ فرمایا خدا تعالیٰ نے جس شخص نے تجاوز کیا اللہ کی حدوں سے داخل ہوا وہ عاصیوں میں ای میری نہیں تھا جواز متعہ کا مگر وقت اضطرار ضرورت کے جیسا کہ جائز ہے وقت ضرورت کے گوشت سور کا اور مردار اور خون۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے نہی رسول اللہ صلعم عن لحوم الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعہ رسول خدا نے منع کر دیا خر اہلی کے گوشت کھانے اور نکاح متعہ سے۔

[1] امام شافعی کے نزدیک تین سال ہیں مگر حضرت امام اعظم کے نزدیک ۹۰ سال انتظار کرنا چاہیئے گویا ساری عمر وہ عورت اپنے خاوند کی ہی رہتی ہے

تب حکم ہے کرو متوفے اُسے خیال ہے مرگیا وہ شرع میں - گو مرگیا نہیں؟
عورت کو حکم ہے - اگر اُس کا ارادہ ہو کرلے وہ اور خصم - کچھ اس میں خطا نہیں؟
آجائے پہلا خصم اگر اتفاق سے کرنا نکاح اُس سے اُسے پھر روا نہیں
اس واسطے کہ شرع کی رو سے وہ مرگیا عورت کو اس سے کچھ بھی تعلق رہا نہیں
بھیجی خبر ہے اُس نے نہ بھیجا ہے کچھ پیام کس واسطے اُسے پھر یہ سزا نہیں
اپنی خبر وہ بھیجتا رہتا - تو بالیقین عورت اُسی کی رہتی شک اس میں ذرا نہیں

حیض کی حالت میں عورت سے کنارہ کشی کا حکم ہے

اسلام پر یہ آریہ کا اعتراض ہے بہتان جس سے کوئی جہاں میں بڑا نہیں؟
کہتے ہیں شہوتی ہیں مسلماں یہاں تلک عورت سے حیض میں بھی وہ ہوتے جدا نہیں؟
لعنت خدا کی جھوٹوں پہ بالکل ہے یہ خلاف اسلام میں تو بات یہ ہرگز روا نہیں
اسلام میں تو حیض کی حالت میں مرد کو حکم اور کچھ کنارہ کشی کے سوا نہیں
عورت سے تم الگ رہو ایام حیض میں جب تک کہ آنا بند ہوا حیض کا نہیں
اغلام[1] کو جو کہتے ہیں ہے حیض میں روا اس سے کوئی اندھیر جہاں میں بڑا نہیں

آریہ کا اضطراب اور نکاح زینب پر اعتراض ہے

جب لوگ اعتراض ہیں کرتے نیوگ پر کہتے ہیں فعل ہے یہ زنا اور روا نہیں
آپے سے اپنے ہوتے ہیں باہر یہ آریہ معقول تو جواب وہ دیتے ذرا نہیں
کرتے ہیں طعن اور مذاہب پہ بے شمار ہوتی اُنہیں ندامت شرم وحیا نہیں
تنکے کا اک سہارا ہے کافی غریق کو مقصود اُن کا ہوتا کچھ اُس کے سوا نہیں

ا یسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء من المحیض حتی یطھرن
ترجمہ: تجھ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں تو کہہ وہ تو ایک بیماری ہے - سو تم حالت حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو اور مباشرت مت کرو تاوقتیکہ پاک و صاف ہو جائیں [1] حالت حیض میں اغلام کو روا رکھنا ہی آپ کا لکھ لعنت اور بہتان باندھنے والے پر کرو ڑ لعنت +

کہتے ہیں بعض ہو کے خجل اور منفعل
فعل نیوگ تو کبھی ہونا زنا نہیں

لیکن رسول نے جو بہو سے کیا نکاح
فی الواقعہ یہ فعل زنا کے سوا نہیں

اس کے جواب میں ہے مری عرض آریو!
منہ کو سنبھالنا ذرا ہونا خفا نہیں

اک وقت بن دو خصم جو ہووے نیوگ میں
اس واقعہ کو اُس سے تو نسبت ذرا نہیں

رکھتا ہے استری کو نیوگی بھی رات دن
اور اُس کا خصم بھی کبھی ہوتا جدا نہیں

سر پر تمہارے شامتِ اعمال ہے سوار
ہم کو جو چھیڑتے ہو - کرو کچھ حیا نہیں

کہتے ہو تم نبی نے بہو[1] سے کیا نکاح
بہتان اُس سے کوئی جہاں میں بُرا نہیں

حضرت[2] کا کوئی بیٹا ہی زندہ نہیں رہا
وہ باپ[2] تھا جہاں میں کسی مرد کا نہیں

پھر اُس کا بیٹا تم نے کہاں سے بنا دیا؟
بولو سفید جھوٹ یہ ہرگز روا نہیں

بیٹا تھا کون؟ اور بہو اُس کی کونسی؟
قرآن میں تو ایسا کہیں بھی لکھا نہیں

ابنِ رسول زید کو ہو گر سمجھ رہے
اس سے کوئی اندھیر جہاں میں بُرا نہیں

نطفہ[3] سے کب رسول سے پیدا ہوا تھا وہ
مشہور ہے وہ زید بن حارثہ نہیں؟

کب گود لے کے پالا تھا اُس کو رسول نے
ہے حق تو یہ کہ وہ متبنے بھی تھا نہیں

بیٹا کہا نبی نے اُسے تھا پیار سے
قرآن میں صاف لکھا ہوا ادعیا نہیں

---

[1] زید کی مطلقہ زینب رض سے۔ [2] قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا حقیقی باپ نہیں پر اللہ کا رسول ہے (اس جہت سے گویا ساری ہی اُس کے روحانی بیٹے ہیں) اور نبیوں کا ختم کرنیوالا۔ [3] ہمارے ہاں نکاح میں صرف نسب یا رضاع کا اعتبار ہے۔ فرضی اور نیوگی بیٹوں کا کوئی دخل نہیں اسلئے ہمپر کوئی اعتراض کرنا صریحاً انصاف کے برخلاف ہے۔ زیدؓ آنحضرت کا بیٹا نہیں تھا۔ اُس کا باپ حارثہ ساری دنیا کو معلوم ہے۔ وہ تو حضرت صلعم کا لے پالک بھی نہیں تھا۔ نہ حضرت خدیجہ رضؓ نے اسکو گود میں لیا۔ صرف آنحضرت صؐ نے محبت اور اخلاص کی راہ سے اُسے بیٹا کہہ دیا۔ اسلام میں غلاموں کو غلام کہہ کر پکارنا جائز نہیں بیٹا یا بھائی کہہ کر پکارنے کا حکم ہے تاکہ اُن کا دل نہ دکھے۔ اس جہت سے آنحضرت صلعم بھی اُسے بیٹا کہتے تھے قرآن شریف خود متبنے کا لفظ نہیں آیا۔ ادعیاء آتا ہے۔ جو دعی کی جمع ہے۔ جس کے معنے پکارا گیا۔ یعنی بیٹا کہہ کے پکارا ہو سو صرف بیٹا کہہ کر پکارنے سے کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی فلاسفی اُس کو حقیقی بیٹا قرار دیتی ہے ✦

اور زید کو اگر تبنّیٰ بھی مان لیں
بیٹا نسب کا تو تبنّیٰ ہوا نہیں

اجزاءِ نطفہ اُسکے ہیں اور نہ اُس کے اور
کچھ شک نہیں کہ دونوں میں نسبت ذرا نہیں

بیٹا نسب کا ہو۔ تبنّیٰ بھلا کہاں؟
سچا ہی جب کہ اصل میں یہ واقعہ نہیں

فطرت کے برخلاف ہے ایسا تو ماننا۔
بیٹا بنائے سے[1] کبھی بیٹا ہوا نہیں

البتہ تم میں بیٹا بنانا ہے رسمِ عام
نیچر سے اس کو لیک تطابق ذرا نہیں

نطفہ سے ہی نہیں ہے۔ اگر ایک شخص تو
بیٹا جو اُس کو کہتا ہے سچ بولتا نہیں

بیٹا وہی ہے نطفہ سے پیدا ہوا ہے جو
بیوی جو لیوے غیر سے بیٹا تیرا نہیں

اسلام میں جو بیٹا بنانا نہیں روا
اس کے سوا کوئی بھی سبب دوسرا نہیں

اسلام میں روا ہی نہیں جبکہ تَبَنِّیْت
جھوٹوں بنانا بیٹا روا ہی روا نہیں

پھر اعتراض کرتا ہے اسلام پر جو شخص
ظالم ہے اُس میں نام بھی انصاف کا نہیں

قانون میں ہے جب کہ مقنّن کا اختیار
سمجھے جو رسمِ بد۔ اُسے رکھے روا نہیں

اور آپ نے اُڑائی یہ رسم اس اُصول پہ
بیٹا نہیں۔ جو نطفہ سے پیدا ہوا نہیں

پھر اعتراض کرتا ہے جو آں جناب پر
الحق کہ اُس میں نام بھی انصاف کا نہیں

اہلِ عرب میں جاری تھی البتہ رسم یہ
یونہی کسی نے بیٹا کسی کر کہا نہیں

ہو جاتا اُس کو ابنِ حقیقی کی طرح وہ
ہو سکتا اُس سے پھر تو کبھی وہ جدا نہیں

ورثہ میں ساتھ بیٹوں کے ہوتا تھا وہ شریک
تنہا اگر وہ ہوتا تو کچھ چھوڑتا نہیں

اسلام نے جو دیکھا کہ ہے رسم یہ قبیح
کچھ سابقہ کتابوں میں اس کا پتا نہیں

فطرت سے بھی یہ رکھتی ہے بالکل مخالفت
بیٹا بنائے سے کبھی بیٹا ہوا نہیں

اس رسم کو اُڑا دیا بالکل رسول نے
اور صاف کہہ دیا کہ کچھ اس[2] کی بنا نہیں

---

[1] جب ایک شخص کے نطفہ کے اجزا ہی ایک لڑکے کے وجود میں شامل نہیں۔ تو کونسا قانونِ فطرت اسکو اس شخص کا بیٹا ٹھیرا سکتا ہے [2] تبنیت بیٹا بنانا [3] قال اللّٰہ تعالیٰ ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللّٰہ فان لم تعلموا اٰباءھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم تم اُن لڑکوں کو اُن کے باپوں سے منسوب کر کے پکارو۔ سو اگر تم کو اُن کے باپ معلوم نہیں تو دین میں تمہارے بھائی اور رفیق ہیں ✦

جس دین میں سوا اِس کا نشاں تک نہیں رہا
اُس پر کچھ اعتراض کریں تو بجا نہیں؟

زید و زینب کا معاملہ

تھا زید اصل میں جو غلام رسول پاک
رہتا تھا آنجناب سے دم بھر جدا نہیں؟

پیشانی پر جو اُس کے غلامی کا داغ تھا
بچپن سے وہ رہا کبھی آزاد تھا نہیں

اخلاق سے نبیؐ اُسے کہتے تھے ای پسر
تا سمجھیں لوگ اُس کو حقیر اور بُرا نہیں

اسلام میں یہ حکم ہے ہر ایک شخص کو
لفظِ غلام کہنا کسی کو روا نہیں

بھائی کہو کہ بیٹا کہو تم غلام کو[۱]
کہہ کر غلام دل کو دُکھانا روا نہیں

حضرت نے خلق سے اُسے بیٹا جو کہدیا
اخلاق کا خیال کسی نے کیا نہیں؟

سمجھے نبی نے ہے تبنّے بنا لیا
مقصود آں جناب کا گو ایسا تھا نہیں

اُس کو لگے وہ ابن محمدؐ پکارنے
جب تک کہ صاف منع خدا نے کیا نہیں

زید کا نکاح

ہر چند جب کہ زید مسلمان ہو گیا
حضرت نے پھر غلام اُسے رہنے دیا نہیں

جود و کرم کی راہ سے آزاد کر دیا
احسان جس سے بڑھ کے کوئی دوسرا نہیں

لیکن رسول نے یہ کیا اور بندوبست
تا رہنے پائے زید پہ دھبّا ذرا نہیں

زینب تھی ایک پھوپھی کی بیٹی جو آپؐ کی
اُس سے بیاہنے میں تامّل کیا نہیں

زینب کو تھا اگرچہ یہ رشتہ نہیں پسند
بھائی بھی اُس کا رشتہ کو تھا مانتا نہیں

مرضی تھی اُن کی یہ کہ ہو[۲] نسبت رسول سے
جس سے کسی کا رتبہ جہاں میں بڑا نہیں

۱؎ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے ہرگز کوئی شخص یہ نہ کہے۔ میرا غلام اور میری لونڈی۔ تم سب خدا کے غلام۔ اور تمہاری سب عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں۔ مگر یوں کہو کہ میرا بچہ میری بچی اور میرا لڑکا اور میری لڑکی (دیکھو صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب) پھر آنحضرتؐ نے فرمایا ہے العبید اخوانکم غلام تمہارے بھائی ہیں +

۲؎ نمبر ۲ کا حاشیہ صفحہ ۵۶ پر درج ہے

دونوں کو لیک آپنے منوالیا شتاب
آزاد کا غلام سے ہو گیا نکاح
فی الواقعہ نظر میں رسولِ امین کے

حکمِ نبی سے کر سکے چون وچرا نہیں
اس سے بڑا نمونہ مساوات کا نہیں
آزاد اور غلام میں کچھ فرق تھا نہیں

اتفاقیہ نااتفاقی

کچھ عرصہ تک تو اُن میں رہی نا موافقت
زوجہ میں اور زوج میں پھر اتفاق سے
آخر کو ہوئی دونو میں یاں تک مخالفت
شاکی جو ہوتا زید رسولِ امین پاس
امسك عليك زوجك کہتے اُسے نبیؐ
کچھ دن تو اور صبر کیا زید نے مگر
زینب کو دی طلاق بس اک روز زید نے

بیزار زید سے ہوئی زینب ذرا نہیں
پہلا جو اتفاق تھا باہم رہا نہیں
اک دوسرے کو چاہتا تھا دیکھنا نہیں
ہوسکتا پیرا اُس کا نباہ مطلقاً نہیں
اللہ سے ڈر کے چھوڑنا ہرگز بھلا نہیں
آخر کو اُس میں جب کہ رہا حوصلہ نہیں
حضرتؐ نے جب سُنا۔ کہا اچھا کیا نہیں

آنحضرت صلعم کا زینبؓ سے نکاح

حضرتؐ تھی پہلے اس کے جو باعث نکاح کے
عدّت کے بعد آپنے اُس سے کیا نکاح

زینب سے رو تھا۔ حکم کیا آپ کا نہیں
موجب کچھ اس کا اور بجز رحم تھا نہیں

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۵۵) جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ زینب پر عاشق ہوگئے اور طلاق دلوائی اُنکو اسباب کی طرف غور کرنا چاہیے کہ بی بی زینب حضرت رسول کریم صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جنہیں آپنے بچپن سے ہزاروں مرتبہ دیکھا تھا پھر زینب اور اُس کا بھائی اس بات کے خواہاں تھے۔ کہ آنحضرتؐ زینب سے خود ہی نکاح کریں اگر آنحضرتؐ کو زینب کا عشق ہوتا تو اس سے بڑھکر موقعہ آپکو اُنکے نکاح میں لانے کے لئے اور کیا تھا کیا مطلب براری کی یہ سبیل ٹھیک تھی کہ راہ راست اپنے نکاح میں لے آویں یا یہ کہ پہلے ایک غلام کے نکاح میں دلائیں پھر اُس سے چھڑائیں اور بہت تیر ملامت بنکر پھر اپنے نکاح میں لائیں کوئی عقلمند اسکو باور نہیں کر سکتا۔ اصلی سبب نکاح زینب کا صرف آنحضرتؐ کا ترحم اور تلافی کا خیال تھا۔ امسك عليك زوجك واتق الله تو اپنی بیوی کو تھامے رکھ اور خدا سے ڈر۔ معلوم نہیں صادق کے اظہار ما فی الضمیر کا اس سے بڑھکر اور کیا طریق ہو سکتا ہے ۱۲

ہرچند زید بیٹا نہیں تھا رسول ؐ کا
نطفہ جو ہووے غیر کا بیٹا ہوا نہیں

لیکن بدیں خیال کہ وہ سب منافقین
جنکے دلوں سے کفر ابھی تک مٹا نہیں

اب تک وہ ہیں فقیر پرانی لکیر کے
اسلام اُن کے حلق سے اُترا ہوا نہیں

ایسا نہ ہو کہ طعن کا مجکو کریں ہدف
اسلام میں نکاح یہ گو ناروا نہیں

پہلے تو اس نکاح سے تھے جھینپتے بہت
ظاہر کسی کے آگے ارادہ کیا نہیں

لیکن خدا کی وحی جو آئی رسول پہ
فعلِ حلال میں تجھے ڈرنا روا نہیں

اس رسم بد کو آج تو خود توڑ کر دکھا
اللہ کا ہے جو حکم وہ ہرگز چھپا نہیں

تو رسم بد کے توڑنے میں خود نمونہ بن
ہرگز تو ڈر کسی سے خدا کے سوا نہیں

اللہ کے بندے طعن کا بنتے ہیں خود ہدف
پرواہ کسی کے طعن کی رکھتے ذرا نہیں

حضرت ؐ نے جب نمونہ دکھایا جہان کو
خلقت کے طعن سے وہ ڈرے مطلقاً نہیں

اس واقعہ کو یاد دلایا ہے حق نے یوں
قرآن میں لکھا ہوا اس کے سوا نہیں

طرزِ کلامِ پاک ہی بتلا رہی ہے صاف
حضرت ؐ نے کام کوئی کیا ناروا نہیں

اللہ کے حکم سے یہ کیا آپ نے نکاح
اس رسم کا جہاں میں رہا پتا نہیں

قربان جائے ایسے رسولِ امین کے
اس واقعہ کو جس نے چھپایا فدا نہیں

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَتُخْفِیْ

اور جب کہ تو اُس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا ہے (نعمت اسلام عطا فرما کر) اور تو نے احسان کیا ہے (آزاد کر کے) کہہ رہا تھا اپنی بیوی اپنے پاس

فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا

رہنے دے اور خدا سے ڈر (طلاق دینے میں)، اور تو اپنے جی میں ایک ارادہ مخفی رکھتا تھا جس کو اللہ ظاہر کر دینے والا تھا اور لوگوں سے ڈرتا تھا اور تجھے ڈرنا تو خدا ہی سے چاہئے

سلہ توریت انجیل میں متبنے کی ہو کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں قرآن شریف میں پہلے ہی جائز تھا دیکھو سورہ نسا وحلائل ابناءکم الذین من اصلابکم اور تمہارے اُن بیٹوں کی جوروں (تم پر حرام ہیں) جو تمہاری نسل سے ہیں نہ کہ فرضی اور مجازی بیٹوں کی۔ ۲؎ الذین یبلغون رسالات اللّٰہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللّٰہ رسوم بد کے توڑتے میں وہ لوگ جوانمردی دکھاتے ہیں۔ جو پیغامات الٰہی پہونچاتے ہیں اُسی سے ڈرتے ہیں اور اُس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ۳؎ اگر اس رسم کا توڑنا اللہ ہی کی مرضی سے نہ ہوتا تو آنحضرت ؐ کبھی اس واقعہ کو قرآن میں درج نہ فرماتے جو قیامت تک پڑھا جاتا۔ آپ نے امانت داری سے صاف صاف حقیقت بیان کر دی ۴؎ مخفی ارادہ یہی کہ اگر زید نے سچ مچ چھوڑ ہی دیا تو اسکی تلافی میری طرف سے سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ اپنے نکاح میں لے لوں تاکہ باوجود انکار زینب جو میرے حکم سے زید کے ساتھ نکاح کرنے میں اُسے تنگی و تکلیف پہونچی ہے۔ اُسکی تلافی بھی میری طرف سے ہو۔

وطراً زوجناکہا لکی لایکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاۂم اذا قضوا منہن

پھر جب زید نے اُس عورت سے غرض پوری کر لی۔ اُسے طلاق دیدیا ہمنے اُسے تیرے نکاح میں دیدیا تاکہ مومنوں پر کوئی گناہ نہ رہے

وطراً وکان امر اللہ مفعولاہ ما کان للنبی من حرج فی ما فرض اللہ لہ سنۃ اللہ

اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنیمیں جبکہ وہ اُنہیں طلاق دیدیا کریں اور خدا کا حکم تو ہو ہی رہتا ہے اُسکے ارادہ کو کوئی توڑ نہیں سکتا

فی الذین خلوا من قبل وکان امر اللہ قدراً مقدوراہ الذین یبلغون رسالات اللہ

نبی پاک کو کوئی مضایقہ نہیں اُس بات میں جو خدا نے اُسکے لئے مقرر کر دیا گزرے لوگوں میں خدا کا دستور یہی رہا ہے اور خدا کا کام ایک اندازے سے جچا ہوا ہوتا ہے وہ جو پیغامات

ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفی باللہ حسیبا۔ ما کان محمد ابا احد من

الٰہی پہونچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں

رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماہ

ہے پر اللہ کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنیوالا۔ اور اللہ کو ہر شے کا علم ہے۔

سُن! جب کہ کہہ رہا تھا تو اُس شخص کو نبی! — محروم فضلِ حق سے جو ہرگز رہا نہیں
ثابت ہے اُس پہ تیرا بھی احسانِ تربیّت — پالا ہے یوں اُسے کہ کوئی پالتا نہیں
عورت کو رکھ نکاح میں اور اپنے رب سے ڈر — راضی خدا طلاق سے ہوتا ذرا نہیں
اور تو ارادہ اپنا یہ دل میں چھپائے تھا — زینب کو زید نے جو رکھا مطلقا نہیں
ازبس کہ میرے حکم سے اُس نے کیا نکاح — اُس کی تلافی ہووے گی اسکے سوا نہیں
اپنے ہی بیں نکاح میں لاؤں پھر اُس کے بعد — اس کے سوا تو رحم کا کچھ مقتضا نہیں
اس بات میں تو ڈرتا تھا لوگوں کے طعن سے — وہ جن کو کفر و دین کا اب تک پتا نہیں
حالانکہ تجکو چاہئے ڈرنا اسی سے صرف — ڈرتے نبی کسی سے خدا کے سوا نہیں
جب زید پورا اپنے ارادہ کو کر چکا — زینب سے اُس کا کچھ بھی رہا مدعا نہیں
پھر ہم نے ضم دیدیا تجھ کو نکاح کا — اسلام میں جو پہلے سے ہی ناروا نہیں
فتوٰی ہو مومنوں کے لئے تا جواز کا — اُس کے جواز میں ہو تامل ذرا نہیں
منکر کریں مخالفتیں گو ہزار ہا — اللہ کا جو ارادہ ہو ہرگز رُکا نہیں
حق نے نبی کو حکم مقرر جو کر دیا — اُس میں کسی کو طاقتِ چون و چرا نہیں
قانون ہے خدا کا ہمیشہ سے ہی یہی — اللہ کے کام ہوتے تجاوز ذرا نہیں
اظہارِ حق میں ڈرتے ہیں صرف ایک خدا سے — ڈرتے نبی کسی سے خدا کے سوا نہیں

کافی ہے اُن کو صرف خداوند پاک ذات — رکھتے وہ غیر سے کبھی بیم و رجا نہیں
یہ اعتراض ٹھیک نہیں ہے رسول پر — اُس نے کوئی بھی کام کیا ناروا نہیں
ہرگز نہیں بہو ہے کوئی اس رسول کی — تم میں سے باپ ہے وہ کسی مرد کا نہیں
لیکن رسول ہے وہ خدائے جہان کا — روحانی بیٹا اُس کا بھلا کونسا نہیں
احکام اُس کے جاری ہیں ساری جہان پر — بعد اُس کے کوئی ہوگا نبی دوسرا نہیں
ہر بات کی خبر ہے خدائے علیم کو — امکان اُس کے وعدہ میں کچھ جھوٹ کا نہیں

آریہ یہ اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

ہے آریہ کا اس لئے شاید یہ اعتراض — بیٹا بنانا اُن میں گنہ اور خطا نہیں
بیٹے بنانا اُن میں ہے رسم قدیم ایک — فعل نیوگ میں اُنہیں چون و چرا نہیں
ہر چند اُن میں ہے متبنے کا بھی جواز — فعل نیوگ سے بھی اُنہیں کچھ حیا نہیں
عورت کو اپنی ڈالتے ہیں آگے غیر کے — کرواتے ہیں وہ کام جو ہرگز روا نہیں
کتوں کے آگے گویا وہ موتی ہیں پھینکتے — کروائیں پائمال کریں کچھ حیا نہیں
فطرت کے برخلاف ہی فعل نیوگ سب — نطفہ کسی کا اپنا کبھی بھی ہوا نہیں
اسلام میں نہیں ہے نیوگ اور تبنیت — پس اُن یہ اعتراض بھی کوئی بجا نہیں

دُعا

فیروز کی دُعا ہے بصد عجز اے خدا — سُنتا تیرے سوا کوئی ہرگز دُعا نہیں
سارے جہاں کو کردے محمدؐ کا خاکِ پا — خاک اُس کے سر پہ خاک جو اُن کی بنا نہیں
ان آریوں کی چشم بصیرت ہوئی ہے کور — آتا نظر کسی کو تیرا راستہ نہیں
فضل و کرم سے اپنے دکھا انکو راہِ راست — تیرے سوا جہاں میں کوئی رہنما نہیں
اسلام کا تو نور دکھا ان کو اے خدا — ظلمت میں رہنے دے تو کوئی آریہ نہیں
یارب دلوں سے کینہ اسلام دُور کر — احمدؐ سے گر کسی کو جدا ہے خدا نہیں
دل میں بھرا ہے جوش محبت کہ رات دن — کوئی بھی کام میرا بغیر از دُعا نہیں
تو آریوں کو راہِ ہدایت دکھا دکھا — ہادی کوئی جہان میں تیرے سوا نہیں

مخمّس در بیان نیوگ[1]

(از اشعار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

رسم یہ وید کی نیاری ہے | جس سے ہر اک کو شرمساری ہے
چل رہی آریوں پہ آری ہے | جن کو رسم نیوگ پیاری ہے
دین و دنیا میں اُنکی خواری ہے

آریو! ہائے! اس قدر نرمی | فعل بد میں کرو یہ سرگرمی
یہ نہیں دھرم ہے یہ بے دھرمی | جس کے دیں میں ہو ایسی بے شرمی
عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے

اپنی بیوی کو تم منگا دو یار | فعل بد میں جو ہو بڑا ہوشیار
یار کے واسطے ہے سب سنگار | جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار
اُن کی شیطاں نے عقل ماری ہے

وید کا چار سو پڑا ہے غُل | پردہ اس کا کھل گیا ہے سارا کھل
آریہ مت کا ہو چکا اب گُل | کھل گئی وید کی حقیقت کل
اب تو ناحق کی پردہ داری ہے

رسم بد ہے نیوگ کی پھیلی | ایسی دنیا میں یہ بری پھیلی
وید کی بُو ہے یہ بری پھیلی | جس کے باعث یہ گندگی پھیلی
وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے

خلق میں رسم کیوں یہ عام نہ ہو | اس میں کیوں لذت تمام نہ ہو
ہے زنا گو زنا کا نام نہ ہو | دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو
جب کہ رسم نیوگ جاری ہے

ہے بری آریو! نیوگ کی رسم | ہے نہ جاری کرو نیوگ کی رسم
ہے زنا مان لو نیوگ کی رسم | کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
اس کے اظہار میں تو خواری ہے

[1] حضرت مرزا صاحب کی یہ نظم آریہ پڑھکر یقین ہے کہ آریہ طیش میں نہیں آئینگے - بلکہ ٹھنڈے دل اور صابر دل کے ساتھ پڑھکر اپنے وید کی ایسی خلاف فطرت تعلیم سے دست بردار ہونگے۔ اس نظم میں حضرت مرزا صاحب کا قصد یہ تھا۔ وید کے مسئلہ نیوگ کی برائی مختلف پیرایہ میں عبرت کے لئے کھینچی گئی ہے جس سے لوگ اس قدر جرم دل میں کر کر گوشت کھانا اور چھونی گئی اپنا رو انہیں سمجھتے اسی طرح کوئی عقلمند آدمی کے ہم بھی رحم ہی کریں اور ایسی ناشائستہ تعلیم سے ہاتھ دھوئیں گے ۱۲

دے نہ جب استری کو بیٹا خصم | لائے اک مرد ہٹا کٹا خصم
بیٹا اُس سے کرائے پیدا خصم | آدسے یہ خبیث اور یار رسم

وید کے خادموں میں ساری ہے +

گھر میں پوشیدہ کام کروانا | اور نہ مشہور نام کروانا
فعل بد صبح و شام کروانا | چپکے چپکے حرام کروانا

آریوں کا اصول بھاری ہے

ظاہراً ڈھونڈتے یہ بیٹا ہیں | خواہشیں اور دل میں پیدا ہیں
سارے فیاض مثل دریا ہیں | زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں

جس کو دیکھو مری شکاری ہے

آریوں میں سے جو ہیں مرد نبرد | عورتوں کے ہیں وہ بڑے ہمدرد
کھیلتے اُن سے ہیں وہ عشق کی نرد | لائق سوختن ہیں اِن کے مرد

- ان کی ناری ہر ایک ناری ہے

وید پر دل سے کیوں نہوں قربان | جس میں ایسا خدا کا ہے فرمان
آریوں کے لئے تو وید ہے جان | واہ کیسا ہے دھرم - کیا ایمان؟

جس میں واجب حرامکاری ہو

نکتے اے آریو! سُلاتے ہو | پاس غیروں کو اپنی عورت کو
آپ چُپ چاپ بیٹھ کر دیکھو | آریو! دل میں غور سے دیکھو

شرم و غیرت کہاں تمہاری ہو

غیر سے ڈالے اپنی عورت بھوگ | اہل غیرت کیواسطے ہے یہ سوگ
سچ تو یہ ہے کہ سب جہاں کے لوگ | جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ

ناک کے کاٹنے کی آری ہے

خود بچھاتے ہیں جاکے بستر نرم | تاکہ بیوی کرائے صحبت گرم
ہائے یہ وید اور ایسا دھرم | کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم

کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے

اپنا خاوند بھی کرتا ہے خلوت | اور نیوگی بھی کرتا ہے صحبت
ہے نیوگن کو دونو سے رغبت | کرتی رہتی ہے دونو کی خدمت

سر پہ خدمت اُٹھائے بھاری ہے

جو نیوگی ہے وہ نہیں شوہر | کام اُس کا ہے لینا دینا پسر
کام نکلا تو وہ ہوا باہر | سٹ گڈھی فقیر بستر پر

کام اسکا حرام کاری ہے

؎ یہ ایک پنجابی مثل ہے خود غرض اور مطلبی آدمی کی نسبت بولتے ہیں جو اپنا مطلب نکال کر الگ ہو جائے۔

کبھی شوہر کے ساتھ سوتی ہے | گہ نیوگی کے پاس ہوتی ہے
اپنی عزت سے ہاتھ دھوتی ہے | اور بُرائی کا بیج بوتی ہے

ہائے! کیسی خدا کی ماری ہے

ہے جہاں میں وہ کونسا دیوث | رکھے اس فعل کو روا دیوث
فاعل اس کا ہے بے حیا دیوث | مرتکب اس کا ہے بُرا دیوث

اعتقاد اُس پہ بدشعاری ہے

اپنا کیونکر ہو غیر کا نطفہ | جب کہ ہے صاف دوسرا نطفہ
لیوے اوروں سے بے حیا نطفہ | غیر مردوں سے مانگتا نطفہ

سخت خبث اور نابکاری ہے

ہاتھ غیرت سے جو کہ دھوتی ہے | آپ بے شرم جو کہ ہوتی ہے
اپنی عزت کو جو کہ کھوتی ہے | غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے

وہ نہ بیوی زنِ بازاری ہے

غیر کے ساتھ سوئی زن جس کی | لائقِ وصل غیر حاصل کی
مت کہو اُس کو تم شریف کبھی | ہے وہ چنڈال ڈشٹ اور پاپی

جنت اُس کی کوئی چاری ہو

ہے تو اولاد کی پکار پکار | پر تہِ دل سے ہے خیال یار
بیٹے ہو بھی گئے اگر دو چار | الیسی اولاد پر خدا کی مار

یہ نہ اولاد قہر باری ہے

ہے تو اولاد کی لگی ہوئی لے | منزلِ عشق کر رہی ہے طے
شہوتِ نفس کی پچے ہے مے | نام اولاد کے حصول کا ہے

ساری شہوت کی بیقراری ہے

اُن میں جو ہونگے عشق کے سچے | لاکھوں ہونگے نکالتے بچے
دل سے اس بات کو تو کر نشچے | ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے

آریہ دیس میں یہ خواری ہے

حمل گرواد یئے کئی ہیں سقط | نہ کرے اُس کو یار تا القط
روز لکھتی ہے اپنے یار کو خط | ابٹیا بٹیا پکارتی ہے غلط

یار کی اُس کو آہ وزاری ہے

اُن کے سسرال تک آگئی ہیں | بنگلے وہ لے بھی وہاں آگئی ہیں
سب کے سب اب تک آگئی ہیں | لالہ صاحب بھی گئے آگئی ہیں

اپنا کل ول نے عقل ماری ہے

ملک ہی کن گئیں بس یہ وہ ملک انٹ | عمر کو ہم ایک بات اور دان
دس برس عاکر وا بھی بنا ائیں | منشوں کو با بھی عمر عمر ہیں

ایک داس بھی بھی اچھی ہی ہے

لینے جاتے ہیں اُس کے یاروں کو ۔ خود بُلاتے ہیں اُس کے یاروں کو
ڈھونڈ پاتے ہیں اُس کے یاروں کو ۔ گھر میں لاتے ہیں اُسکے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے

ایک دن خصم کی اجازت سے ۔ جورو جاتی ہے پاس یاروں کے
دوسرے دن ہیں لالہ خود جاتے ۔ اُس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے
سرِ بازار اُن کی باری ہے

لالہ کہتے ہیں اپنی بیوی سے ۔ جا لپٹ کر کے سو نیوگی سے
جو چلے کر نیوگی جی سے ۔ جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے
وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے

رہی شرم و حیا نہیں باقی ۔ کام کچھ شرم کا نہیں باقی
ان میں کچھ بھی نہیں رہا باقی ۔ شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
کس قدر اُن میں بُردباری ہے

گھر میں آرام سے نہ یہ بیٹھیں ۔ اپنی بیوی کے یار کو ڈھونڈیں
رات دن پھر رہے ہیں شہروں میں ۔ ہے قوی مرد کی تلاش اُنہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے

ایک سے وہ خدا کی وہ ہندی ۔ اپنی حالت کرا چکی مندی
ہے نہیں جو اُمید فرزندی ۔ تاکہ کروائیں پھرا سے گندی
پاک ہونے کی انتظاری ہے

لعنتی ہیں وہ سب کے سب بیٹے ۔ ہوویں حاصل جو ایسے پیشہ سے
لعنتی سب ہیں مرتکب اس کے ۔ خاک میں ملتے ہیں پسر کے لئے
کیا مزاجوں میں خاکساری ہے

غیر کو اپنی بیوی دیتے ہیں ۔ گویا کتوں کو روٹی دیتے ہیں
اک مکالک کی لیک لیتے ہیں ۔ قابلِ شرم بھیک لیتے ہیں
بھیک کی رسم یہ نیاری ہے

ڈالتے ہیں یہ موتی چمکیلے ۔ اپنے ہاتھوں سے آگے سوروں کے
آہ ! ظالم ہیں پاؤں میں ملتے ۔ گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے
نہ حیا ہے نہ شرمساری ہے

پھیلی دنیا میں روشنی ہے نئی ۔ ہوئی کافور ساری تاریکی
جگمگاہٹ ہے نیولایٹ کی ۔ گو زمانہ میں روشنی پھیلی
ان پہ اندھیر اب بھی طاری ہے

وید میں تو ہوا یہی ہے حکم ۔ ہے بھلا یا بُرا یہی ہے هکم

وہیں تو کسی طرف نظر ہیں ہوتی خیال | میں ہو اسلام سے نفرت کمال
ان کا فضیحت ورزش گر ہو رہا ہے بدحال | ہے یہ قرآن کی نکتہ چینی کا وبال
بالیقین اب اسے یہ حال ہوئی ہے لعنت

کیوں نہ لالہ جی بنیں گے گرو | کیوں نہ ہو گھر میں ...
... ہے

और ब्रह्मचर्य्य न रख सके तो नियोग करके सन्तानोत्पत्ति
करलें।। हिन्दू जो में पुनर्विवाह का अनेक विवाह कभी ना होना
चाहिये।। नियोग करने में ऐसा नियम है कि जिस स्त्री का
पुरुष वा पुरुष की स्त्री मर जाय अथवा उन में किसी प्रकार का
स्थिर रोग हो जाय अथवा नपुंसक बन्ध्या आदि का दोष पड़ जाय और
दोनों की युवावस्था हो तथा संतानोत्पत्ति की इच्छा हो तो उस अवस्था में
उनका नियोग होना अवश्यक है इसका नियम आगे लिखते हैं
भूमिका। प० २११।२१२ इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु। दशा
स्यां पुत्राना धेहि पतिमेकादशं कृधि।। अन्यमिच्छस्व सुभगे पति
मत्।। परन्तु इस विवाह में हामूहा॰ ...की से बा में तन्पराहा सत्या
र्थप्र॰ पत्र॰ १४६ — प्र॰ अ) जब एक विवाह होगा एक पुरुष को एक
स्त्री और एक स्त्री को एक पुरुष रहेगा तब स्त्री गर्भवती स्थिर रोगि
णी अथवा पुरुष दीर्घ रोगी हो और दोनों की युवावस्था हो रहा न
जाय तो क्या करे और गर्भवती स्त्री से एक वर्ष समागम न करने के समय
में पुरुष वा स्त्री से न रहा जाय तो किससे नियोग करके उसके लिये पुत्रोत्पत्ति
कर दें परन्तु वे पृथा का पूछे तो नियोग करना में है सत्यार्थ विवाहित
स्त्री जो विवाहित पति धर्म के अर्थ परदेश गया हो तो आठ वर्ष
विद्या और कीर्ति के लिये गया हो तो ६ और धनादि काम
ना के लिये गया हो तो तीन वर्ष तक बाट देख के पीछे नियोग
करके संतानोत्पत्ति कर ले जब विवाहित पति आवे तब
नियुक्त पति छूट जावे।। सत्यार्थ प्र॰ पा॰ पत्र॰ १२० —

نیوگ وغیرہ کے متعلق یہ حوالے منقول ہوئے جس کو شک ہو۔ اصل کتاب ستیارتھ پرکاش جناب پنڈت
دیانند صاحب ملاحظہ فرمائے۔